75

ماہنامہ




دینی مسائل کا علم اور ہمارا رویہ

محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقاضے

مزدوروں کے حقوق

امام ابو عبدالرحمن السلمی کی توثیق




مدیر اعلیٰ: رضاء اللہ عبدالکریم مدنی — مدیر: عبدالشکور عبدالحق مدنی



# اسلام
## مذہب عدل و انصاف

{يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَاتَّقُوا اللهَ إِنَّ اللهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ} [المائدة:8]

## اے ایمان والو!

اللہ کی رضا کے لیے عدل وانصاف کے ساتھ ڈٹ کر گواہی دینے والے بنو،

اور کسی قوم کی عداوت، تمہیں اس بات پر نہ ابھارے کہ تم عدل وانصاف سے کام نہ لو،

انصاف کرو، یہی بات تقوی کے زیادہ قریب ہے،

**اور اللہ سے ڈرتے رہو،**

**بیشک اللہ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے۔**

AHL US SUNNAH Volume No.7, Issue No.75, Febuary 2018

جلد: ۷ | فی شمارہ Rs. 30/-
شمارہ: ۷۵ | سالانہ Rs. 300/-

فروری ۲۰۱۸ء

ماہنامہ

# اهل السنة ممبئی



میگزین ممبرشپ رابطہ نمبر:

022-26500400 / 8291063765

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ:

Islamic Information Centre, Gala No.6, Swastik Chamber, Below Kurla Nursing Home,
Opp. Noorjhan-1, Pipe Road, Kurla (West), Mumbai - 400058 | Ph.:022-26500400
Website: ahlussunnah.co.in | Email: ahlussunnaa@gmail.com

Owner/Printer/Publisher: SAAD KHALID PATEL

Printed at: Bhandup Offset & Designers, 1009 Bhandup Indl.. Estate, Pannalal Compound, LBS Marg, Bhandup (West), Mumbai - 400078

Published at: 106 Fateh Manzil, 4th Floor, Victoria Road, Sant Savta Marg, Mustafa Bazar, Mumbai - 400010

Islamic Information Centre, Managed by: ILM FOUNDATION Regd. No.23181

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۲۰

# اهل السنة

اداریہ

# دینی مسائل کا علم اور ہمارا رویہ

عبدالشکور بن عبدالحق مدنی

ہم کسی چیز کو کتنی اہمیت دیتے ہیں اور ہمارے دل میں اس کا کیا مقام اور مرتبہ ہے اس کا اندازہ ہمارے عملی رویوں سے ہوتا ہے۔ سو ہمارے لئے دین اور اس کے احکامات کتنی قدر ومنزلت رکھتے ہیں اسکا بھی صحیح اندازہ ہماری باتوں، ہماری نکڑ کی گفتگو اور ہمارے دعوؤں سے نہیں ہوتا، بلکہ اس بات سے ہوتا ہے کہ ہم دین اور اسکے احکامات کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں کتنا برتتے ہیں، ہماری زندگی کے جملہ معاملات میں دین کا کتنا عمل دخل ہے۔ ہم دین کے احکامات پر عمل پیرا ہونے میں کتنے سنجیدہ اور مخلص ہیں۔ اور یہ کہ ہم دینی احکامات کے تئیں لاپرواہی اور بے اعتنائی کا شکار نہیں ہیں۔

ہمیں دین اور اسکے احکامات کو سنجیدگی سے لینا چاہئے کیوں کہ اہل ایمان ہونے کے حوالے سے ہمارا یہ یقین ہے کہ ہماری یہ دنیاوی زندگی ہماری منزل مقصود نہیں ہے یہ ایک عارضی پڑاؤ ہے یہاں سے منتقل ہونے کے بعد ہم دوبارہ زندگی کے نعمت سے نوازے جائیں گے اور وہی زندگی ہماری حقیقی زندگی ہے اور وہاں کی کامیابی ہی اصل کامیابی ہے۔ ہماری ساری کدوکاوش، ساری تگ ودو اس زندگی میں کامراں ہونے کے لئے ہونا چاہئے۔ ہمیں ہر اس نسخے، ٹوٹکے، آفر، اسکیم، اور انکی باریک سے باریک تفصیلات کی جانکاری ہونی چاہئے جو ہمیں حیات اخروی میں سرخروئی اور سرفرازی عطا کرسکے۔

لیکن صد افسوس کہ ہمارے عملی رویے ہمارے اس طرز عمل کی ترجمانی نہیں کررہے ہیں۔ ہم دنیاوی کامیابی، اسکی عارضی لذتوں سے لطف اندوزی، اور اپنی دنیاوی زندگی کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ ہمیں اپنے کاروبار اپنے گھر کی باریک سے باریک بات معلوم ہے اور ان پر توجہ ہے۔ ایک چھوٹی سی خامی یا کمی ہمیں برافروختہ کردیتی ہے۔

ہمیں ایک معمولی سا موبائل فون خریدنا ہو تو سارے آن لائن اسٹور امازون، فلپ کارٹ، اپے، اسنیپ ڈیل کھنگالے جاتے ہیں، اور اسی پر اکتفا نہیں بلکہ لوکل اسٹور پر جائزہ لیا جاتا ہے، دوست واحباب سے ہفتوں مشورے ہوتے ہیں تب کہیں جاکر یہ بیل منڈھے چڑھتا ہے۔ جب کہ اس موبائل کی قیمت صرف دس یا بیس ہزار ہے۔ لیکن اسکے برعکس اگر معاملہ دین کا ہو تو انتہائی لاپرواہی اور سردمہری کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ کسی ایکسپرٹ سے کوئی رائے نہیں لی جاتی، دوستوں سے مشورہ نہیں کیا جاتا، اسکے لئے کسی کتاب یا کتابچہ کی طرف رجوع نہیں کیا جاتا۔ اور اگر کسی صاحب سے اس طرح کی کوئی بات کی جاتی ہے تو وہ سارا ٹھیکرا علمائے کرام کے سر پھوڑتے ہیں گویا دنیاوی کام کی تمام ذمہ داری تو اپنی سمجھتے ہیں لیکن اخروی نجات اور کامیابی اسے اپنی ضرورت نہیں سمجھتے ورنہ اس پر بھی ویسی ہی توجہ اور سرگرمی دکھاتے جیسا دنیاوی مفادات کے لئے دکھاتے ہیں۔

اس طرح کی مثالیں اکثر سامنے آتی رہتی ہیں چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔ ایک صاحب حج سے فارغ ہوکر ممبئی واپس آگئے اور یہاں آکر عرض کرتے ہیں کہ میں نے طواف افاضہ چھوڑ دیا ہے کیا یہاں سے دم کے پیسے بھجوادوں۔ انہیں بتایا گیا کہ طواف افاضہ حج کا رکن ہے دم دیکر کام نہیں بنے گا۔ آپ کو دوبارہ جانا ہوگا۔ صاحب نے حج پر جانے سے پہلے اس سے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کی انتہا ہی نہیں وہاں مکہ یا مدینہ میں بھی انہوں نے

مسئلہ دریافت نہیں کیا اب آرام سے یہاں گھر آ کر علمائے کرام سے پوچھ رہے ہیں۔ یہ رویہ کیوں؟ کیوں کہ دینی احکامات ومعاملات کی کوئی اہمیت ہمارے دلوں میں نہیں ہے ایک رسم ہم پوری کررہے ہیں بس۔

ایک اور صاحب نے دو سال پہلے ایک عورت سے شادی کر لی بعد میں پتہ چلا کہ وہ تو رضاعی بہن ہے اب علماء سے رجوع ہو رہے ہیں۔ یہاں بھی یہی رویہ کام کر رہا ہے ہم دولت، خوبصورتی، خاندان، گاؤں، علاقہ تو کرید کرید کر پوچھتے ہیں لیکن شرعی احکامات کی کسے پرواہ ہے۔

ایک تیسری مثال ایک صاحب نے اپنی بیوی کو تیسری آخری شرعی طلاق دے دی ہے اب ان سے کہا جارہا ہے کہ ملاپ کا کوئی راستہ نہیں ہے لیکن وہ کہہ رہے ہیں کوئی گنجائش ہو تو بتایئے۔ انہوں نے طلاق کے احکامات پہلے سے کیوں نہیں پوچھے کیوں کہ ان کے نزدیک اسکی اہمیت نہیں تھی۔

یہ چند مثالیں ہیں آپ کو ایسے لوگ اور ایسی مثالیں ہمارے معاشرے میں جا بجا بکھری مل جائیں گی۔ ان سب میں ایک قدر مشترک ہے دینی احکامات کے تئیں لاپرواہی کا رویہ۔

جبکہ شرعی علم کی اہمیت اور اسکے حاصل کرنے کی ضرورت پر شریعت کا موقف نہایت واضح ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز کتاب صحیح بخاری میں ایک باب قائم کیا ہے باب العلم قبل القول والعمل، یعنی قول وعمل سے پہلے علم حاصل کرنے کا باب اور بطور استشہاد اللہ تعالیٰ کا فرمان پیش کیا ہے: ﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ﴾ (محمد: ۱۹) ترجمہ: اے نبی آپ جانئے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کیجئے۔ یعنی پہلے علم حاصل کرنے کا ذکر کیا پھر عمل کی بات کی گئی ہے۔ ہمارا طرز عمل بھی یہی ہونا چاہئے کہ جب بھی کوئی عبادت یا دینی عمل انجام دینا ہو تو اسکی بابت علم حاصل کریں پھر عمل کی طرف قدم بڑھائیں۔

اور سنن ابن ماجہ کی مشہور روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "طلب العلم فريضة على كل مسلم"۔ کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔ یعنی شریعت کے ان احکامات کا علم جسکی اسے ضرورت ہے جیسے نماز، روزہ، زکاۃ، کے احکامات اسی طرح جب وہ کوئی عبادت جیسے حج کرنا چاہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ حج کے احکامات سیکھ لے، جب کوئی سماجی یا دنیاوی معاملہ ہو تو بھی شریعت کی رہنمائی حاصل کرے جیسے شادی کرنا چاہے تو شادی کے سلسلے میں شریعت کی کیا تعلیمات ہیں اسے معلوم کرے، کوئی کاروبار کرنا چاہتا ہے تو پتہ کرے کہ اس میں کوئی شرعی رکاوٹ تو نہیں وغیرہ۔

اسی طرح ایک اہم بات یہ ہے کہ شریعت کے ایکسپرٹ علمائے کرام ہیں اس لئے کوئی بھی شرعی معاملہ ہو تو ان سے پوچھا جائے اپنی من مانی نہ کی جائے۔ اور یوں ہی ہر کسی سے نہ پوچھا جائے اور اصل بات یہ ہے کہ شرعی معاملات کو دوسرے معاملات سے زیادہ اہمیت دی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (النحل: ۴۳) ترجمہ: اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھ لو۔ اس میں نہ تو شرم آڑے آنی چاہئے اور نہ تو گھمنڈ علم سے محرومی کا سبب بننا چاہئے۔ اہل علم سے سوال یہ ایک اہم اصول ہے جس پر عمل نہ کرنے سے انسان دنیا وآخرت میں نقصان وخسارہ سے دوچار ہوتا ہے۔ سنن ابن ماجہ وغیرہ میں ایک واقعہ ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں ایک شخص کو سر میں چوٹ آگئی اور پھر وہ صحابی بدخوابی کا شکار ہو گئے اب لوگوں سے پوچھا کہ مجھے پاکی کے لئے کیا کرنا چاہئے لوگوں نے بغیر اہل علم کی طرف رجوع کئے کہہ دیا کہ تمہارے لئے غسل کرنا ضروری ہے۔ انہوں نے غسل کیا اور ٹھنڈی لگنے کی وجہ سے انکا انتقال ہو گیا، نبی رحمت ﷺ کو پتہ چلا تو فرمایا اللہ انہیں غارت کرے انہوں نے اسے مار ڈالا، کیا نہ جاننے کا علاج پوچھ لینا نہیں ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۵۷۲، وحسنہ الالبانی)

مذکورہ بالا نصوص میں دو باتیں واضح ہیں پہلی بات یہ کہ ہر مسلمان مرد وعورت کو دین کے ضروری احکامات سیکھنا چاہئے اور دوسری بات یہ کہ اگر کسی کو دین کا کوئی کام کرنا ہو یا دنیا کا بھی کوئی کام کرنا ہو تو کرنے سے پہلے اہل علم سے پوچھ لے، ایسا کرنے سے وہ بہت سے نقصانات سے محفوظ رہے گا۔

ہم تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ حصول علم اور اہل علم سے سوال کرنے کے رجحان کو فروغ دیں اللہ ہمیں اس میں کامیاب کرے آمین۔

تحقیق مسائل

# قرآنی آیات کے جواب کا حکم

## قسط (۵)

کفایت اللہ سنابلی

سورۃ القیامۃ کی آیت نمبر(۴۰)﴿أَلَيسَ ذَالِكَ بِقَادِرٍ عَلٰى أَنْ يُحيِيَ الْمَوْتٰى﴾ کے جواب سے متعلق روایات:

اس سلسلے کی مرفوع روایات ضعیف ہیں:

۞ پہلی روایت: حدیث ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ:

امام أبوداوٗد رحمہ اللہ (المتوفی:۲۷۵) نے کہا:

”حدثنا عبد الله بن محمد الزهري، حدثنا سفيان، حدثني إسماعيل بن أمية، سمعت أعرابيا يقول: سمعت أبا هريرة يقول: قال رسول الله ﷺ: من قرأ منكم ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾، فانتهى إلى آخرها: ﴿أَلَيسَ اللهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِين﴾(۹۵/التين:۸)، فليقل: "بلى، وأنا على ذالك من الشاهدين"، ومن قرأ: ﴿لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾، فانتهى إلى ﴿أَلَيسَ ذَالِكَ بِقَادِرٍ عَلٰى أَنْ يُحيِيَ الْمَوْتٰى﴾ (۷۵/القيامة:۴۰)، فليقل: "بلى" ومن قرأ: ﴿وَالْمُرْسَلَات﴾، فبلغ: ﴿فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ﴾ (۷۷/المرسلات:۵۰)، فليقل: "آمنا بالله"۔(سنن أبي داؤد (۱/۲۳۴)، رقم(۸۸۷)، وإسناده ضعيف، أعرابي لا يعرف، وأخرجه الترمذي (۵/۴۴۳) مختصرا بما يتعلق بـ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾ من طريق سفيان به، إسماعيل بن أمية أرسل هذا الحديث عند عبدالرزاق، ت الأعظمي:۲/۴۵۲)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص سورہ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾ پڑھے اسے چاہئے کہ جب اس کی آخری آیت ﴿أَلَيسَ اللهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِين﴾(۹۵/التين:۸) (کیا اللہ تعالیٰ سب سے بہترین فیصلہ کرنے والا نہیں ہے) پر پہنچے تو کہے: ”بلی وأنا علی ذالک من الشاھدین“ (کیوں نہیں اور میں اس کی گواہی دینے والوں میں سے ہوں)، اور جو سورۃ القیامہ ﴿لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ پڑھے اور ﴿أَلَيسَ ذَالِكَ بِقَادِرٍ عَلٰى أَنْ يُحيِيَ الْمَوْتٰى﴾ (۷۵/القیامۃ:۴۰) (کیا اللہ تعالیٰ اس امر پر قادر نہیں کہ مردے کو زندہ کردے) پر پہنچے تو کہے: ”بلٰی“ (کیوں نہیں)، اور جو سورہ﴿وَالْمُرْسَلَات﴾ پڑھے اور ﴿فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ﴾ (۷۷/المرسلات:۵۰) (اب اس قرآن کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے؟) پر پہنچے تو کہے: ”آمنا باللہ“ (ہم اللہ پر ایمان لائے)“۔

یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ ”اعرابی“ نامعلوم ہے۔

☆ تنبیہ اول:

ابن علیہ نے اسماعیل بن امیہ سے اسی روایت کو نقل کیا تو سفیان بن عیینہ کے برخلاف سند میں اعرابی کی جگہ ”عبدالرحمٰن بن القاسم“ نام ذکر کردیا اور متن کو موقوفاً بیان کیا۔(فضائل القرآن للقاسم بن سلام:ص:۱۵۲)

ابن علیہ کی اس روایت کے بارے میں ابن المدینی رحمہ اللہ نے سفیان بن عیینہ سے سوال کیا تو سفیان بن عینہ نے کہا: ”لم یحفظ“ یعنی ابن علیہ سند کو ٹھیک طرح سے یاد نہیں کرسکے۔(العلل للدارقطني، ت الدباسي:۵/۲۹۴، نتائج الأفكار لابن حجر:۲/۴۴)

بالفرض سند میں ”عبدالرحمٰن بن القاسم“ کا اضافہ درست مان

لیس تو بھی یہ سند ضعیف ہوگی کیونکہ بقول حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے عبدالرحمٰن بن القاسم نے نہیں سنا ہے۔(نتائج الأفکار لابن حجر: ۲/۴۴)

☆تنبیہ دوم:

نصر بن طریف (متروک) نے اسماعیل بن امیہ سے اسی روایت کو نقل کیا تو سفیان بن عیینہ کے برخلاف سند میں اعرابی کی جگہ"محمد بن عبدالرحمٰن بن سعد" نام ذکر کردیا۔(الفوائد الشھیر بالغیلانیات لأبی بکر الشافعی: ۱/۵۵۸)

نصر بن طریف ضعیف ومتروک ہے اور یہاں اس نے سفیان بن عیینہ کی مخالفت کی ہے اس لئے اس کا اعتبار نہیں، علاوہ بریں محمد بن عبدالرحمٰن بن سعد کا سماع بھی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بعید معلوم ہوتا ہے بلکہ امام مزی نے صراحتاً اس کے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بیچ میں ایک واسطہ کا ذکر کیا ہے۔ (تحفة الأشراف للمزی: ۱۱/۱۰۵)

تنبیہ سوم:

یزید بن عیاض (کذاب) نے اسماعیل بن امیہ سے اسی روایت کو نقل کیا تو سفیان بن عیینہ کے برخلاف سند میں اعرابی کی جگہ"أبوالیسع" نام ذکر کردیا۔(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ۲/۵۵۴)

یہ سند بھی ثابت نہیں ہے کیونکہ"یزید بن عیاض" کذاب ہے۔امام أحمد بن صالح المصری (المتوفی:۲۴۸) نے اسے حدیث گھڑنے والا قرار دیا ہے۔(الجرح والتعدیل لابن أبی حاتم، ت المعلمی: ۹/۲۸۲ وإسنادہ صحیح)

مزید یہ کہ ابوالیسع کے بارے میں امام ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی:۷۴۸) فرماتے ہیں:

"أبو الیسع لا یعرف"۔"ابوالیسع غیر معروف ہے"۔(المغنی فی الضعفاء للذھبی، ت نور: ۲/۸۱۶)

ان تفصیلات سے معلوم ہوا کہ مذکورہ روایت کی سند گمنام اعرابی ہی کے واسطے سے مروی ہے امام ترمذی رحمہ اللہ (المتوفی:۲۷۹) فرماتے ہیں:"**هذا حديث إنما يروى بهذا الإسناد عن هذا الأعرابي، عن أبي هريرة ولا يسمى**"۔(سنن الترمذی ت شاکر: ۵/۴۴۳)

"یہ حدیث اسی سند سے اس اعرابی کے واسطے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس اعرابی کا نام ذکر نہیں ہے"۔

۞ دوسری روایت: غیر مسمی صحابی:

امام أبوداؤد رحمہ اللہ (المتوفی:۲۷۵) نے کہا:

"**حدثنا محمد بن المثنى، حدثنا محمد بن جعفر، حدثنا شعبة، عن موسى بن أبي عائشة، قال: كان رجل يصلي فوق بيته، وكان إذا قرأ: ﴿أَلَيسَ ذَالِكَ بِقَادِرٍ عَلٰى أَنْ يُحيِيَ الْمَوْتٰى﴾(۷۵/القیامة: ۴۰)، قال: "سبحانك فبلى"، فسألوه عن ذالك، فقال: سمعته من رسول الله** ﷺ"(سنن أبی داؤد: ۱/۲۳۳ رقم: ۸۸۴) وإسنادہ ضعیف، بین موسی والصحابی رجلان مبھمان، وورد فیہ "فبکی" والصواب "فبلی" کما أخرجہ البیھقی فی السنن الکبری (۲/۴۴۰) من طریق أبی داؤد بہ وفیہ "سبحانک فبلی"۔ وأخرجہ أیضا ابن أبی حاتم کما فی نتائج الأفکار لابن حجر (۲/۴۸) من طریق شعبہ بہ وعندہ "عن رجل عن آخر" ولفظہ: "سبحانک اللھم فبلی"۔وأخرجہ أیضا أبوعبید فی فضائل القرآن: ص: (۱۵۱) من طریق أبی النضر عن شعبہ بہ وورد عندہ "عن رجل عن آخر، عن آخر" **ولفظہ: "سبحانک اللھم وبلی")**۔

موسیٰ بن ابی عائشہ کہتے ہیں ایک صاحب اپنی چھت پر نماز پڑھا کرتے تھے، جب وہ آیت کریمہ ﴿أَلَيسَ ذَالِكَ بِقَادِرٍ عَلٰى أَنْ يُحيِيَ الْمَوْتٰى﴾(۷۵/القیامة: ۴۰) (کیا اللہ تعالیٰ اس امر پر قادر نہیں کہ مردے کو زندہ کردے) پر پہنچتے تو "سبحانک فبلی" (تو پاک ہے پس کیوں نہیں) کہتے، لوگوں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا: میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔"

یہ روایت منقطع ہے کیونکہ"موسیٰ بن ابی عائشہ" اور صحابی کے درمیان دو مبہم (بے نام) لوگوں کا واسطہ ہے۔ جیسا کہ ابن ابی حاتم

اور ابوعبید کی روایت میں صراحت ہے۔(ابن أبی حاتم کما فی نتائج الأفکار لابن حجر: ۴۸/۲، فضائل القرآن لابی عبید: ص: ۱۵۱)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۵۲) فرماتے ہیں:

**"وروايتنا من طريق أبی النضر أتم، وفيها مبهمان لا يعرف حالهما ولا عينهما وسقطت من رواية أبی داؤد"۔** (نتائج الأفکار لابن حجر: ۵۰/۲)

"اور "ابوالنضر" کے طریق سے ہماری روایت کردہ سند میں دو مبہم رواۃ ہیں جن کی حالت وشخصیت غیر معروف ہے اور ان دونوں کا ذکر ابوداؤد کی روایت سے ساقط ہے"۔

ان واسطوں کی موجودگی کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ موسیٰ بن أبی عائشہ ارسال کرنے والے راوی ہیں اور صحابہ سے براہ راست ان کی روایت ثابت نہیں ہے۔

شیخ شعیب الأرنؤوط فرماتے ہیں:

"وإسناده منقطع"۔ "اس کی سند منقطع ہے"۔ (سنن أبی داؤد، ت الأرنؤوط: ۱۶۳/۲، حاشیہ: ۱)

**۞ تیسری روایت: حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:**

أبو العباس جعفر بن محمد المستغفری رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۳۲) نے کہا: **"حدثنا أبو عمرو محمد بن محمد بن صابر، حدثنا عبد الله بن جعفر بن الحسين، حدثنا عثمان بن أبی شيبة، حدثنا الفضل بن دكين، حدثنا عبد السلام بن حرب عن إسحاق بن عبد الله بن أبی فروة عن محمد بن المنكدر عن جابر بن عبد الله أن رسول الله ﷺ قال: إذا قرأت ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾ فبلغت ﴿بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ﴾ (۹۵/التين: ۸) فقل: "بلى" وإذا قرأت ﴿لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ فبلغت ﴿أَلَيْسَ ذَالِكَ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَى﴾ (۷۵/القيامة: ۴۰) فقل: "بلى"، "**۔ (فضائل القرآن للمستغفری: ۱/ ۱۷۳ وإسناده ضعيف جدا، "إسحاق بن عبد الله بن أبی فروه" متروک)

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب تم سورۃ التین ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾ پڑھو اور ﴿بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ﴾ (۹۵/التين: ۸) (کیا اللہ تعالیٰ (سب) حاکموں کا حاکم نہیں ہے) پر پہنچو تو کہو: "بلی" (کیوں نہیں) اور جب تم سورۃ القیامہ ﴿لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ پڑھو اور ﴿أَلَيْسَ ذَالِكَ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَى﴾ (۷۵/القيامة: ۴۰) (کیا اللہ تعالیٰ اس امر پر قادر نہیں کہ مردے کو زندہ کردے) پر پہنچو تو کہو: "بلی" (کیوں نہیں)"۔

یہ روایت بھی سخت ضعیف ہے۔ "إسحاق بن عبد اللہ بن أبی فروۃ" کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۵۲) نے کہا: **"متروک"**، "یہ متروک ہے"۔ **(تقریب التهذيب لابن حجر: رقم ۳۶۸)**

**۞ چوتھی روایت: حدیث براء رضی اللہ عنہ:**

أبوبکر أحمد بن جعفر القطیعی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۶۸) نے کہا:

**"حدثنا محمد قال: حدثنا شعيب بن بيان الصفار قال: حدثنا شعبة قال: حدثنی يونس جليس لأبی إسحاق الهمدانی عن البراء بن عازب قال: لما نزلت هذه الآية: ﴿أَلَيْسَ ذَالِكَ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَى﴾ (۷۵/القيامة: ۴۰)، قال رسول الله ﷺ: "سبحانك وبلى"۔** (جزء الألف دينار للقطيعی: ص (۳۵۱) وإسناده موضوع، شيخ القطيعی "محمد" هو "محمد بن يونس الكديمی وهو كذاب وضاع۔ ومن طريق القطيعی أخرجه الثعلبی فی تفسيره: ۹۲/۱۰)

"براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت ﴿أَلَيْسَ ذَالِكَ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَى﴾ (۷۵/القيامة: ۴۰) (کیا اللہ تعالیٰ اس امر پر قادر نہیں کہ مردے کو زندہ کردے) نازل ہوئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے کہا: "سبحانک وبلی" (تو پاک ہے کیوں نہیں)"۔

یہ روایت سخت ضعیف ہے۔ امام قطیعی کا استاذ "محمد" یہ "محمد بن یونس الکدیمی" ہے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۵۴) نے کہا:

**"كان يضع على الثقات الحديث وضعا ولعله قد وضع**

أكثر من ألف حديث"۔(المجروحین لابن حبان: ۳۱۳/۲)

''یہ ثقات کے حوالے سے حدیث گھڑتا تھا اور اس نے شاید ایک ہزار سے زائد احادیث گھڑی ہیں''۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ(المتوفی:۳۸۵) نے کہا:

"كان الكديمي يتهم بوضع الحديث"۔

''(محمد بن یونس) کدیمی حدیث گھڑنے سے متہم تھا''۔(سؤالات حمزة للدارقطني،ت موفق:ص: ۱۱۱)

اس کے علاوہ ''یونس،جلیس ابی اسحاق'' کی توثیق بھی نامعلوم ہے۔

**۞ پانچویں روایت: مرسل قتادۃ:**

امام ابن جریر الطبری رحمہ اللہ(المتوفی:۳۱۰) نے کہا:

"حدثنا ابن عبد الأعلى، قال: ثنا ابن ثور، عن معمر، قال: كان قتادة إذا تلا: ﴿أَلَيْسَ اللهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ﴾ (۹۵/التين:۸)قال:"بلى وأنا على ذٰلک من الشاهدين" أحسبه كان يرفع ذالک، وإذا قرأ:﴿أَلَيْسَ ذٰلِکَ بِقَادِرٍ عَلٰى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتٰى﴾(۷۵/القيامة: ۴۰)قال:"بلى"، وإذاتلا:﴿فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ﴾(۷۷/المرسلات: ۵۰)قال:"آمنت بالله،وبما أنزل"،(تفسير الطبري ط هجر (۵۲۶/۲۴)قتاده أرسل، وأخرجه الطبري ط هجر (۵۲۵/۲۴) من طريق سعيد عن قتاده ولفظه:{أَلَيْسَ اللهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ }(۹۵/التين:۸): ذكر لنا أن نبي الله ﷺ كان إذا قرأها قال: "بلى، وأنا على ذالک من الشاهدين"۔

معمر کہتے ہیں کہ قتادہ جب ﴿أَلَيْسَ اللهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ﴾ (۹۵/التين:۸)(کیا اللہ تعالیٰ (سب) حاکموں کا حاکم نہیں ہے) کی تلاوت کرتے تو کہتے:"بلى وأنا على ذالک من الشاهدين"(کیوں نہیں اور میں اس کی گواہی دینے والوں میں سے ہوں)

راوی کا گمان ہے کہ قتادہ اسے مرسلاً بیان کرتے تھے۔اور جب آپ ﴿أَلَيْسَ ذٰلِکَ بِقَادِرٍ عَلٰى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتٰى﴾ (۷۵/القيامة:۴۰)(کیا اللہ تعالیٰ اس امر پر قادر نہیں کہ مردے کو زندہ کردے) پڑھتے تو کہتے:"بلى"(کیوں نہیں) اور جب ﴿فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ﴾(۷۷/المرسلات: ۵۰)(اب اس قرآن کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے؟) کی تلاوت کرتے تو کہتے:''آمنت باللہ، وبما أنزل''(میں اللہ پر ایمان لایا اور جو اللہ نے نازل کیا اس پر)''۔

یہ روایت مرسل ہے قتادہ نے اللہ کے نبی ﷺ تک اپنی سند بیان نہیں کی ہے۔

**۞ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی موقوف فعلی روایت:**

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ(المتوفی:۲۱۱) نے کہا:

"عن معمر، عن أبي إسحاق، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس، أنه كان إذا قرأ:﴿أَلَيْسَ ذَالِکَ بِقَادِرٍ عَلٰى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتٰى﴾(۷۵/القيامة:۴۰)قال:" سبحانک اللهم بلى"،وإذا قرأ:﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلٰى﴾ (۸۷/الأعلى:۱)قال:"سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى "(مصنف عبد الرزاق(۴۵۱/۲)،تفسير عبد الرزاق(۴۴۲/۳)وإسناده ضعيف ،أبوإسحاق عنعن،وأخرجه الطبري في تفسيره ط هجر (۵۲۶/۲۴) من طريق أبي الوكيع، وأخرجه أبو عبيد في فضائل القرآن:(ص: ۱۵۱) من طريق سفيان۔كلهم (معمر و أبوالوكيع وسفيان) من طريق أبي إسحاق به۔وأخرجه أيضا ابن أبي حاتم في تفسيره (۳۳۸۹/۱۰)من طريق سفيان عن أبي اسحاق به لكن زاد في الإسناد"مسلم البطين" بين أبي إسحاق و سعيدبن جبير۔ وأبوإسحاق السبيعي قد تابعه أيوب عن سعيد بن جبير عند المستغفري في فضائل القرآن (۱۷۴/۱)،لكن الإسناد إليه ضعيف،شيخ المستغفري لم أجد له ترجمة ولا توثيقا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جب ﴿أَلَيْسَ ذَالِکَ بِقَادِرٍ عَلٰى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتٰى﴾(۷۵/القيامة:۴۰)(کیا اللہ تعالیٰ اس امر پر قادر نہیں کہ مردے کو زندہ کردے) پڑھتے تو کہتے:"سبحانک اللهم بلى"(تو پاک ہے اے اللہ کیوں نہیں)۔اور جب ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلٰى﴾ (۸۷/الأعلى:۱)(اپنے بہت ہی بلند اللہ کے نام کی پاکیزگی بیان کر) پڑھتے تو کہتے:"سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى"(میرا بلند اللہ بہت

ہی پاک ہے)''۔

یہ فعلی موقوف روایت ضعیف ہے سند میں تیسرے طبقہ کے مدلس ابواسحاق السبیعی کا عنعنہ ہے جن کے بارے میں تفصیل سورۃ الاعلیٰ کی پہلی آیت (سبح اسم ربک الاعلیٰ) کے جواب سے متعلق روایات کی تحقیق کے ضمن میں آرہی ہے۔

فضائل القرآن للمستغفری (۱/ ۱۷۴) میں ایوب نے ابواسحاق کی متابعت کی ہے مگر ان تک سند ثابت نہیں کیونکہ اس سند میں موجود امام مستغفری کے شیخ کی توثیق یا ان کا تعارف کہیں نہیں ملتا۔

البتہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نماز کی صراحت کے بغیر قولاً یہ بات ثابت ہے جیسا کہ صحیح روایات کے ضمن میں اسے پیش کیا جاچکا ہے۔ دیکھئے: (ماہنامہ اہل السنہ شمارہ نمبر ۱۷، اکتوبر ۲۰۱۷ء، ص: ۲۰-۲۱)

**سورۃ الانسان کی آیت نمبر (۱)﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا﴾ کے جواب سے متعلق روایات:**

**۞ پہلی روایت:**

أبوعُبید القاسم بن سلّام البغدادی رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۲۴) نے کہا: ''حدثنا كثير بن هشام، عن جعفر بن برقان، قال: حدثنا يزيد بن أبي زياد، أن عبد الله بن مسعود، سمع رجلا قرأ ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا﴾ (۷۶/الإنسان: ۱) فقال: ''إى وعزتك، فجعلته سميعا بصيرا، وحيا وميتا''۔ (فضائل القرآن للقاسم بن سلام: ص: (۱۵۰) و من طريق ابى عبيد اخرجه المستغفرى فى فضائل القران: ۱/ ۱۷۵، وإسناده ضعيف، زياد لم يسمع من ابن مسعود وهو ضعيف۔)

''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو سنا اس نے ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا﴾ (۷۶/ الإنسان: ۱) (یقیناً گزرا ہے انسان پر ایک وقت زمانے میں جب کہ یہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا) پڑھا تو آپ نے کہا ''إى وعزتك، فجعلته سميعا بصيرا، وحيا وميتا'' (قسم تیری عزت کی تو نے اسے سننے والا اور دیکھنے والا، زندہ اور مردہ بنایا)''۔

یہ روایت کئی اسباب کی بنا پر ضعیف ہے۔

**اول:**

سند منقطع ہے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات (۳۳) ہجری میں ہوئی ہے۔ (تهذيب الكمال للمزى: ۱۶/ ۱۲۷)

اور ان کی وفات کے (۱۴) سال بعد ''يزيد بن أبي زياد'' کی پیدائش (۴۷) ہجری میں ہوئی ہے۔ (المجروحين لابن حبان: ۳/ ۱۰۰)

**دوم:**

''يزيد بن أبي زياد القرشي الكوفي'' ضعیف ہے۔ (تقريب التهذيب لابن حجر: رقم: ۷۷۱۷)

**۞ دوسری روایت:**

أبوالعباس جعفر بن محمد المستغفری رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۳۲) نے کہا:

''اخبرنا الشيخ أبو بكر، حدثنا بكر، حدثنا عبد، حدثنا كثير بن هشام، حدثنا جعفر بن برقان، حدثنا يزيد بن أبى زياد أن ابن مسعود سمع رجلا يتلو هذه الآية ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا﴾ (۷۶/ الإنسان: ۱) فقال ابن مسعود: ''يا ليتها تمت'' فعوتب في قوله هذا فأخذ عودا من الأرض فقال: ''ياليتني كنت مثل هذا''، ''(فضائل القرآن للمستغفرى: ۱/ ۱۷۵، وإسناده ضعيف كسابقه)

''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو یہ آیت ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا﴾ (۷۶/ الإنسان: ۱) (یقیناً گزرا ہے انسان پر ایک وقت زمانے میں جب کہ یہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا) تلاوت کرتے ہوئے سنا تو کہا: ''ياليتها تمت'' (کاش یہ معاملہ یہیں پر تمام ہوجاتا) اس پر کچھ لوگوں نے گرفت کی تو انہوں نے زمین سے لکڑی کا ایک ٹکڑا اٹھایا اور کہا: کاش میں اس جیسا ہوتا''۔

یہ روایت بھی ماقبل والی روایت کی طرح ضعیف ہے یعنی سند منقطع ہے اور" یزید بن ابی زیاد ضعیف" ہے جیسا کہ وضاحت ہو چکی ہے۔

### ۞ تیسری روایت:

امام ابن أبی شیبۃ رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۳۵ھ) نے کہا:

"حدثنا أبو أسامة، عن مسعر، قال سمعت عون بن عبد الله يقول: قرأ رجل عند عبد الله بن مسعود: ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا﴾ (۷۶/ الإنسان: ۱)، فقال عبد الله: "ألا ليت ذالك تم"، "(مصنف ابن أبي شيبة، سلفية: ۲۹۸/۱۳ وإسناده ضعيف عون لم يلق ابن مسعود)

"ایک شخص نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا﴾ (۷۶/الإنسان: ۱) (یقیناً گزرا ہے انسان پر ایک وقت زمانے میں جب کہ یہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا) پڑھا تو آپ نے کہا: "ألا ليت ذالك تم" (کاش یہ معاملہ یہیں پر تمام ہو جاتا)"۔

یہ روایت منقطع ہونے کے سبب ضعیف ہے۔"عون بن عبداللہ" کی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہے۔ (المراسيل لابن أبي حاتم ت قوجاني: ص: ۱۵۱، جامع التحصيل للعلائي: ص: ۴۹، تحفة التحصيل في ذكر رواة المراسيل ص: ۲۵۱)

شیخ سعد بن ناصر الشثری اپنے نسخہ میں اس روایت پر حاشیہ لگاتے ہوئے لکھتے ہیں:

"منقطع، عون لم يسمع من ابن مسعود"۔ (مصنف ابن أبي شيبة، إشبيليا: ۳۳۹/۱۹)

"یہ روایت منقطع ہے عون نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا"۔

مصنف ابن ابی شیبہ کے ایک دوسرے محقق اُسامۃ ابراہیم نے بھی اس روایت کو ضعیف قرار دیتے ہوئے یہی بات کہی ہے۔ (مصنف ابن أبي شيبة/الفاروق: ۷۸/۱۲)

### ۞ چوتھی روایت:

أبو العباس جعفر بن محمد المستغفری رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۳۲ھ) نے کہا:

"أخبرنا أبو بكر القلانسي، حدثنا بكر بن المرزبان، حدثنا عبد بن حميد، حدثنا كثير بن هشام، حدثنا جعفر بن برقان قال: بلغني أن عمر بن الخطاب تلا هذه الآية ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا﴾ (۷۶/الإنسان: ۱) فقال: "إي و عزتك، فجعلته سميعا بصيرا، وحيا وميتا"، "(فضائل القرآن للمستغفري: ۱۷۶/۱، وإسناده ضعيف، جعفر بن برقان لم يلق عمر)

"عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس آیت ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا﴾ (۷۶/ الإنسان: ۱) (یقیناً گزرا ہے انسان پر ایک وقت زمانے میں جب کہ یہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا) کی تلاوت کی تو کہا: "إي وعزتك، فجعلته سميعا بصيرا، وحيا وميتا" (قسم تیری عزت کی تو نے اسے سننے والا اور دیکھنے والا، زندہ اور مردہ بنایا)"۔

یہ روایت ضعیف ہے جعفر بن برقان (المتوفی: ۱۵۰ھ) تبع تابعی ہیں اور انہوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک اپنی سند بیان نہیں کی ہے۔

### ۞ پانچویں روایت:

أبو عُبید القاسم بن سلّام البغدادی رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۲۴ھ) نے کہا:

"حدثنا حجاج، عن أبي عمر، زياد بن أبي مسلم، عن صالح أبي الخليل، أن عمر بن الخطاب، رضي الله عنه سمع رجلا، يقرأ ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا﴾ (۷۶/ الإنسان: ۱) فقال: "ياليتها تمت"، "۔ (فضائل القرآن لأبي عبيد: ص: (۱۵۰) وإسناده ضعيف، صالح أبو الخليل أرسله وهو من أتباع التابعين، وأخرجه ايضا ابن المبارك في الزهد: (۷۶/۱) من طريق أبي عمر به)

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا﴾ (۷۶/ الإنسان: ۱) (یقیناً گزرا ہے انسان پر ایک وقت زمانے میں جب کہ یہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا) پڑھتے ہوئے سنا تو کہا: "یالیتها تمت" (کاش یہ معاملہ یہیں پر تمام ہوجاتا)"۔

یہ روایت منقطع ہونے کے سبب ضعیف ہے۔"صالح بن أبی مریم، أبوالخلیل البصری" صغار تابعین کے دور کے یعنی چھٹے طبقے کے ہیں اور ان کی ملاقات کسی بھی صحابی سے نہیں ہے۔ (تقریب التهذيب لابن حجر: رقم ۲۸۸۷)

**سورۃ المرسلات کی آخری آیت ﴿ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ﴾ کے جواب سے متعلق روایت:**

سورۃ القیامۃ (۷۵) کی آیت نمبر (۴۰) ﴿أَلَيْسَ ذَٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ﴾ کے جواب سے متعلق ماقبل میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت اور قتادہ کی جو مرسل روایت گزرچکی ہے اس میں سورہ مرسلات کے اختتام پر "آمنا باللہ" یا" آمنت باللہ، وبما أنزل" پڑھنے کی بات مذکور ہے لیکن یہ روایات ضعیف ہیں۔جیسا کہ تفصیل گزرچکی ہے۔

**سورۃ الانفطار کی آیت نمبر(۶) ﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ﴾ کے جواب سے متعلق روایات:**

**۞ پہلی روایت:**

أبوعُبید القاسم بن سلّام البغدادی رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۲۴) نے کہا:

"حدثنا أبو عبيد حدثنا كثير بن هشام، عن جعفر بن برقان، عن صالح بن مسمار، قال: بلغنا أن رسول الله ﷺ تلا هذه الآية ﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ﴾ (۸۲/الانفطار: ۶) فقال: "جهله"، "فضائل القرآن لأبي عبيد: ص: (۱۵۱)، وإسناده ضعيف، صالح بن مسمار أرسله وهو من أتباع التابعين ولم يوثقه غير ابن حبان، وأخرجه الثعلبي في تفسيره (۱۰/ ۱۴۶) ومن طريقه الواحدي في تفسيره (۴/ ۴۳۵) من طريق كثير بن هشام به۔

"صالح بن مسمار کہتے ہیں کہ ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس آیت ﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ﴾ (۸۲/الانفطار: ۶) (اے انسان! تجھے اپنے رب کریم سے کس چیز نے بہکایا) کی تلاوت کی اور کہا: "جهله" (اس کی جہالت نے)"۔

یہ روایت تفسیری معلوم ہوتی ہے، علاوہ بریں درج ذیل اسباب کی بنا پر ضعیف ہے:

**اول:**

سند منقطع ہے صالح بن مسمار، البصری نے نبی ﷺ تک اپنی سند بیان نہیں کی ہے۔اور یہ ساتویں طبقہ کی تبع تابعی ہیں۔ (تقریب التهذيب لابن حجر: رقم: ۲۸۸۹)

**دوم:**

"صالح بن مسمار البصری" کی معتبر توثیق موجود نہیں ہے۔ اسے ابن حبان کے علاوہ کسی نے ثقہ نہیں کہا ہے۔

**۞ دوسری روایت:**

امام ابن أبي حاتم رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۲۷) نے کہا:

"حدثنا أبي، حدثنا ابن أبي عمر، حدثنا سفيان: أن عمر سمع رجلا يقرأ: ﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ﴾ (۸۲/الانفطار: ۶) فقال عمر: "الجهل"۔" (تفسير ابن كثير ت سلامة: (۸/ ۳۴۲) وإسناده ضعيف سفيان أرسله، وأخرجه أيضا أبو نعيم في حلية الأولياء (۵/ ۱۱۲) من طريق ابن أبي عمر به، وورد عنده "عمر بن ذر" وهو خطأ، وأخرجه أيضا سعيد بن منصور في سننه (التكملة)، (۸/ ۲۷۳): من طريق سفيان به وعنده "عمر بن الخطاب" وهو الصواب وكذا نقله السيوطي في الدر المنثور: (۸/ ۴۳۹)، ولفظ سعيد بن منصور: "الجهل، الجهل")

عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو ﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ

بِرَبِّکَ الْکَرِیمِ﴾(٨٢/الانفطار:٦)(اے انسان! تجھے اپنے رب کریم سے کس چیز نے بہکایا) پڑھتے ہوئے سنا تو کہا: "الجهل"(جہالت نے)''۔

یہ سند منقطع ہے سفیان سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک کا واسطہ موجود نہیں لہٰذا یہ بھی ثابت نہیں۔

تنبیہ:

ابونعیم کی روایت کی سند میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جگہ ''عمر بن ذر'' کا نام آیا ہے یہ غلط ہے، صحیح نام عمر(بن الخطاب رضی اللہ عنہ) ہی ہے جیسا کہ سعید بن منصور کی روایت میں صراحت ہے اور ائمہ مفسرین نے بھی یہ قول عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی کی طرف منسوب کیا ہے۔ نیز ابونعیم والی سند میں ایک راوی ''عبد اللہ بن محمد بن عمران'' نامعلوم التوثیق ہے۔علاوہ بریں یہ روایت تفسیری معلوم ہوتی ہے۔

۞ تیسری روایت:

امام ابن أبي حاتم رحمہ اللہ(المتوفی:٣٢٧ھ) نے کہا:

"حدثنا عمر بن شبة،حدثنا أبو خلف،حدثنا يحيى البكاء، سمعت ابن عمر يقول وقرأ هذه الآية: ﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ﴾(٨٢/الانفطار:٦) قال ابن عمر: "غره-والله - جهله"،"(تفسیر ابن کثیر ت سلامة:٨/٣٤٢وإسناده ضعيف،يحيى البكاء وأبو خلف ضعيفان۔)

''ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت ﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ﴾(٨٢/الانفطار:٦)(اے انسان! تجھے اپنے رب کریم سے کس چیز نے بہکایا) پڑھی اور کہا:"غره-والله -جهله"(اللہ کی قسم انسان کو اس کے جہالت نے دھوکہ میں ڈالا ہے''۔

یہ روایت تفسیری معلوم ہوتی ہے نیز درج ذیل اسباب کی بنا پر ضعیف ہے۔

اول:

''یحیٰی البکاء'' کو بہت سارے محدثین نے ضعیف ہے بلکہ بعض نے سخت جرح کی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ(المتوفی:٨٥٢) نے کہا:

"ضعیف"،''یہ ضعیف ہے''۔(تقريب التهذيب لابن حجر: رقم:٧٦٤٥)

دوم:

''أبو خلف عبداللہ بن عیسیٰ بن خالد الخزاز البصری'' بھی محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ(المتوفی:٨٥٢) نے کہا:

"ضعیف"۔''یہ ضعیف ہے''۔(تقريب التهذيب لابن حجر: رقم٣٥٢٤)

۞ چوتھی روایت:

امام بیہقی رحمہ اللہ(المتوفی:٤٥٨ھ) نے کہا:

"أخبرنا أبو عبد الله الحافظ،حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، حدثنا الحسن بن مكرم، حدثنا علي بن عاصم حدثنا عاصم بن كليب، عن أبي بردة، قال: كان أبو موسى إذا قرأ ﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ﴾(٨٢/الانفطار:٦) قال:"يعني الجهل"،"(شعب الإيمان:٣/٤١٥، وإسناده ضعيف جدا،علي بن عاصم أجمعوا على ضعفه وكذبه بعضهم، ومن طريق البيهقي أخرجه ابن عساكر في تاريخه:٣٢/٨٦۔)

''ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ جب ﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ﴾(٨٢/الانفطار:٦)(اے انسان! تجھے اپنے رب کریم سے کس چیز نے بہکایا) پڑھتے تو کہتے:"يعني الجهل"(یعنی جہالت نے انسان کو دھوکہ میں ڈالا ہے)''۔

اول تو یہ تفسیری روایت ہے دوسرے یہ سخت ضعیف ہے اس کی سند میں ''علی بن عاصم بن صہیب'' ہے۔کئی محدثین نے اس پر کذاب ہونے کی جرح کی ہے۔

امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ(المتوفی:٢٠٦) نے کہا:

"ما زلنا نعرفه بالكذب"''ہم اسے جھوٹ کے ساتھ ہی

جانتے رہے''۔(سؤالات البرذعي لأبي زرعة، ت الأزهري :ص : (۱۳۳)وإسناده صحيح وأ خرجه أيضا العقيلي في الضعفاء (۴/ ۲۶۶)والخطيب في تاريخ بغداد:(۱۱/۴۵۶)من طريق عثمان به)

خالد بن مہران الحذاء رحمہ اللہ(المتوفی:۱۴۱)نے کہا:

''كذاب فاحذروه''''یہ بہت بڑا جھوٹا شخص ہے اس سے بچ کر رہو''۔(الضعفاء للعقيلي، ت دمازن:۴/۲۶۶ وإسناده صحيح۔)

امام بخاری رحمہ اللہ(المتوفی:۲۵۶)نے کہا:

''وقال وهب بن بقية: سمعت يزيد بن زريع، قال: حدثنا علي، عن خالد ببضعة عشر حديثا، فسألنا خالدا عن حديث، فأنكره، ثم آخر فأنكره، ثم ثالث فأنكره، فأخبرناه، فقال: كذاب فاحذروه''(التاريخ الكبير للبخاري (۶/ ۲۹۰)وإسناده صحيح وأخرجه أيضا العقيلي في الضعفاء(۴/ ۲۶۷)من طريق محمد بن المنهال الضرير به، وإسناده صحيح۔)

بخاری ومسلم کے راوی یزید بن زریع کہتے ہیں کہ علی بن عاصم نے ہم سے درجنوں احادیث خالد الحذاء کے حوالے سے بیان کیں ، پھر ہم نے خالد الحذاء سے ان میں سے ایک حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس سے انکار کیا، پھر ہم نے ایک دوسری حدیث کے بارے میں پوچھا، اس سے بھی خالد الحذاء نے انکار کیا ، پھر ہم نے ایک تیسری حدیث کے بارے میں پوچھا اس سے بھی خالد الحذاء نے انکار کیا۔اس کے بعد ہم نے خالد الحذاء کو یہ بات بتلادی تو خالد الحذاء نے کہا: یہ بہت بڑا جھوٹا شخص ہے اس سے بچ کر رہو''۔

یہ واقعہ اس بات کی زبردست دلیل ہے کہ ''علی بن عاصم'' نے جھوٹی احادیث بیان کی ہیں اسی سبب کئی ایک محدثین نے انہیں کذاب کہا ہے۔

بعض محدثین نے ان کا دفاع کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ ان کی کتاب میں دوسرے لوگ ان کے نام سے جھوٹی احادیث لکھ دیتے تھے جسے یہ بیان کردیتے۔

اگر اسے تسلیم کرلیں تو بھی اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا ان کی طرف سے جھوٹی احادیث بیان ہوئی ہیں لہٰذا ان کی احادیث کسی شمار میں نہیں ہیں۔

علامہ معلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''علي بن عاصم لا يُعتدُّ بحديثه''''علی بن عاصم کی حدیث کسی شمار میں نہیں ہے۔'' (آثار الشيخ العلامة عبد الرحمن بن يحيى المعلمي اليماني:۱۶/ ۴۴)

امام ذہبی رحمہ اللہ(المتوفی:۷۴۸)نے کہا:

''أجمعوا على ضعفه يعني علي بن عاصم''۔(المستدرک للحاكم مع تعليق الذهبي:۴/۳۷۶)

''محدثین کا ان کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے''۔

### ۞ پانچویں روایت:

امام ابن أبي شيبة رحمہ اللہ(المتوفی:۲۳۵ھ)نے کہا:

''حدثنا معاوية بن هشام، قال: حدثنا سفيان، عن رجل، عن ربيع بن خثيم في قوله: ﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ﴾(۸۲/الانفطار:۶) قال: ''الجهل''،'' (مصنف ابن أبي شيبة، سلفية:۱۳/۴۰۲، وإسناده ضعيف ''رجل'' مبهم۔)

''ربیع بن خثیم نے اللہ کے قول ﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ﴾(۸۲/الانفطار:۶)(اے انسان! تجھے اپنے رب کریم سے کس چیز نے بہکایا) کی بابت کہا: ''الجهل'' (جہالت نے)''۔

اس کی سند میں ''رجل'' مبہم و نامعلوم ہے اس لئے یہ ثابت ہی نہیں۔اور یہ تفسیری روایت بھی ہوسکتی ہے۔

نوٹ: امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے بغیر سند کے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف بھی یہ بات منسوب کی ہے مگر سند کے ساتھ یہ روایت ہمیں کہیں نہیں مل سکی۔

جاری ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دوسری قسط

محبت رسول

# محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقاضے

رضوان اللہ عبدالرؤف سراجی (مدرس: مرکز الامام البخاری، تلولی)

یہ تو وہ واقعات تھے جو عہد نبوت ہی میں پیش آئے، اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ان کے مابین موجود تھے لیکن آج اگر اس طرح کا کوئی معاملہ پیش آجائے، کوئی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دے یا انہیں برا بھلا کہے تو ہم ان کا دفاع کیسے کریں؟ صحیح بات یہ ہے کہ آپ دفاع کیجئے پر اس بات کا خیال رہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ دفاع کرنے چلیں اور اس دفاع کی آڑ میں اسلام کا نقصان اور دشمنان اسلام ہی کا فائدہ ہو رہا ہو یا دفاع کی آڑ میں آپ گناہوں کے شکار ہو رہے ہوں۔ مثلاً:

۱۔لوگوں سے مل کر آپ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعارف پیش کریں، ان کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل بیان کریں اور انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات وکوائف سے آگاہ کریں، کیوں کہ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابت کچھ معلوم نہیں اور وہ دوسروں کے جھانسے میں آکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلق سے بدگمان ہو جاتے ہیں۔

۲۔اسی طرح آپ کے لائے ہوئے پیغام پر پہلے خود عمل پیرا ہوں پھر دوسروں کو اس کی ترغیب دیں، چونکہ رسول گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دنیا میں آنے کا ایک مقصد تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ مقصد پورا کیا، اس دنیا میں آکر شرک وبت پرستی سے لوگوں کو روکا اور اللہ واحد کی عبادت کی طرف بلایا، اب آج جب کہ ہمارے مابین وہ نبی موجود نہیں ہے تو ہمیں چاہئے کہ اس نبی کا مشن جاری وساری رکھیں، اس نبی کی تعلیمات ہمارے مابین موجود ہیں لہٰذا ان کی تعلیمات سے لوگوں کو بہرہ ور کریں، اس کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ آپ کی تعلیمات سے لوگوں کو مستفید ہونے کا موقع ملے گا دوسرا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت ان کے مابین نمایاں ہوگی۔

۳۔قانون کا سہارا لیں یعنی ملک کا جو قانون بنا ہے اس میں یہ بات بھی داخل ہے کہ کوئی کسی کے مذہبی جذبات سے نہ کھیلے ورنہ اس کے خلاف سخت کارروائی ہوگی، لہٰذا ہم اس قانون کا بھی سہارا لیں۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا چوتھا تقاضا یہ ہے کہ ہم آپ کا ادب واحترام کریں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اہل ایمان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا، لِتُؤْمِنُوا بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾"یقیناً ہم نے تجھے گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا، تا کہ (اے مسلمانو)، تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کا ادب کرو اور اللہ کی پاکی بیان کرو صبح وشام"۔(الفتح:۸۔۹)

مذکورہ آیت کریمہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کے ساتھ اس بات کا بھی حکم ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب و احترام کریں، ان کی عزت کریں اور تمام مومنوں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب واحترام دنیا کے ہر انسان سے بڑھ کر واجب ہے۔ جیسا کہ اس کی گواہی خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیتے ہوئے فرمایا:"مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ:﴿ النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ تَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانُوا، فَإِنْ تَرَكَ دَيْنًا، أَوْ ضَيَاعًا فَلْيَأْتِنِي فَأَنَا مَوْلَاهُ"۔"ہر ایمان والے کا میں سب سے زیادہ اس

دنیا اور آخرت میں قریبی ہوں اگر تم چاہو تو اس آیت کو پڑھو کہ ﴿النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾ ''نبی ایمان والوں کا ان کی جانوں سے بھی زیادہ حقدار ہے''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کسی مومن نے مال چھوڑا ہے تو اس کے وارث اس کے رشتہ دار ہوں گے لیکن اگر کسی مومن نے کوئی قرض چھوڑا ہے یا اولاد چھوڑی ہے تو وہ میرے پاس آ جائیں ان کا ذمہ دار میں ہوں۔ (صحیح بخاری: ۴۷۸۱، صحیح مسلم: ۱۶۱۹)

گویا دنیا کی ساری مخلوقات سے بڑھ کر آپ ﷺ کی قدر کرنا ہم پر واجب ہے کیوں کہ نبی ﷺ اپنی امت کے لئے جتنے شفیق اور خیر خواہ تھے، محتاج وضاحت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اس شفقت اور خیر خواہی کو دیکھتے ہوئے اس آیت میں آپ ﷺ کو مومنوں کے اپنے نفس سے بھی زیادہ حق دار، آپ کی محبت کو دیگر تمام محبتوں سے فائق تر اور آپ کے حکم کو اپنی تمام خواہشات سے اہم قرار دیا ہے۔

جو آپ ﷺ کا ادب و احترام نہ کرے گا اس کے سارے اعمال برباد و اکارت ہو جائیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ ''اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسا آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو''۔ (الحجرات: ۲)

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اللہ کے رسول ﷺ کے تئیں ادب و احترام کا رہتی دنیا تک کے لئے ایک نادر اسوہ اور نمونہ چھوڑا ہے جس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) ادب و احترام کا یہ نادر نمونہ دیکھئے کہ علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا نام مٹانا گوارا نہیں کیا جبکہ آپ ﷺ کی پوری اجازت شامل ہے۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ''لَمَّا أُحْصِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْبَيْتِ، صَالَحَهُ أَهْلُ مَكَّةَ عَلَى أَنْ يَدْخُلَهَا فَيُقِيمَ بِهَا ثَلَاثًا، وَلَا يَدْخُلَهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ، السَّيْفِ وَقِرَابِهِ، وَلَا يَخْرُجَ بِأَحَدٍ مَعَهُ مِنْ أَهْلِهَا، وَلَا يَمْنَعَ أَحَدًا يَمْكُثُ بِهَا مِمَّنْ كَانَ مَعَهُ، قَالَ لِعَلِيٍّ: اكْتُبِ الشَّرْطَ بَيْنَنَا، بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، هٰذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ، فَقَالَ لَهُ الْمُشْرِكُونَ: لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ تَابَعْنَاكَ، وَلٰكِنِ اكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، فَأَمَرَ عَلِيًّا أَنْ يَمْحَاهَا، فَقَالَ عَلِيٌّ: لَا وَاللهِ، لَا أَمْحَاهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرِنِي مَكَانَهَا، فَأَرَاهُ مَكَانَهَا فَمَحَاهَا''۔ ''جب رسول ﷺ بیت اللہ کے قریب (وہاں جانے سے) روکے گئے اور مکہ والوں نے آپ ﷺ سے اس شرط پر صلح کی کہ (آئندہ سال) آئیں اور تین دن تک مکہ میں رہیں اور ہتھیاروں کو غلاف میں رکھ کر لائیں اور کسی مکہ والے کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں اور ان کے ساتھ والوں میں سے جو (مشرکوں کا ساتھ قبول کر کے) رہ جائے تو اس کو منع نہ کریں، آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اچھا اس شرط کو لکھو کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ وہ ہے جس پر محمد رسول اللہ ﷺ نے معاہدہ کیا، تو مشرکین نے کہا کہ اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، تو آپ کی اطاعت ہی کر لیتے، بلکہ یہ لکھئے کہ محمد بن عبداللہ نے معاہدہ کیا، آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کا لفظ مٹانے کے لئے کہا تو انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں تو نہ مٹاؤں گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا مجھے اس لفظ کی جگہ بتاؤ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بتا دی، تو آپ ﷺ نے اس کو مٹا دیا''۔ (صحیح مسلم: ۱۷۸۳)

(۲) اس سے بھی بڑھ کر ادب و احترام کے تئیں صحابہ کرام کا معاملہ عروہ بن مسعود کی زبانی سنئے، جب حدیبیہ کے مقام پر کفار کی طرف سے عروہ بن مسعود آیا، گفت وشنید ہوئی اور آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام کا جو طرز عمل تھا اسے دیکھا تو جا کر اپنی قوم کو اسکی خبر دی، راوی کہتا ہے کہ: ''ثُمَّ إِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ

صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعَیْنَیْہِ، قَالَ: فَوَاللہِ مَا تَنَخَّمَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نُخَامَۃً إِلَّا وَقَعَتْ فِي کَفِّ رَجُلٍ مِنْھُمْ، فَدَلَکَ بِھَا وَجْھَہُ وَجِلْدَہُ، وَإِذَا أَمَرَھُمْ ابْتَدَرُوا أَمْرَہُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ کَادُوا یَقْتَتِلُونَ عَلٰی وَضُوئِہِ، وَإِذَا تَکَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَھُمْ عِنْدَہُ، وَمَا یُحِدُّونَ إِلَیْہِ النَّظَرَ تَعْظِیمًا لَہُ، فَرَجَعَ عُرْوَۃُ إِلٰی أَصْحَابِہِ، فَقَالَ: أَيْ قَوْمِ، وَاللہِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَی الْمُلُوکِ، وَوَفَدْتُ عَلٰی قَیْصَرَ، وَکِسْرٰی، وَالنَّجَاشِيِّ، وَاللہِ إِنْ رَأَیْتُ مَلِکًا قَطُّ یُعَظِّمُہُ أَصْحَابُہُ مَا یُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا، وَاللہِ إِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَۃً إِلَّا وَقَعَتْ فِي کَفِّ رَجُلٍ مِنْھُمْ، فَدَلَکَ بِھَا وَجْھَہُ وَجِلْدَہُ، وَإِذَا أَمَرَھُمْ ابْتَدَرُوا أَمْرَہُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ کَادُوا یَقْتَتِلُونَ عَلٰی وَضُوئِہِ، وَإِذَا تَکَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَھُمْ عِنْدَہُ، وَمَا یُحِدُّونَ إِلَیْہِ النَّظَرَ تَعْظِیمًا لَہُ"۔ ''پھر عروہ رضی اللہ عنہ گھور گھور کر رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی نقل وحرکت دیکھتے رہے۔ پھر راوی نے بیان کیا کہ قسم اللہ کی اگر کبھی رسول اللہ ﷺ نے بلغم بھی تھوکا تو آپ ﷺ کے اصحاب نے اپنے ہاتھوں پر اسے لے لیا اور اسے اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیا۔ کسی کام کا اگر آپ ﷺ حکم دیتے تو اس کی بجا آوری میں ایک دوسرے پر لوگ سبقت لے جانے کی کوشش کرتے۔ آپ ﷺ وضو کرتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ ﷺ کے وضو کے پانی پر لڑائی ہوجائے گی (یعنی ہر شخص اس پانی کو لینے کی کوشش کرتا تھا) جب آپ ﷺ گفتگو کرتے سب پر خاموشی چھا جاتی۔ آپ ﷺ کی تعظیم کا یہ حال تھا کہ آپ ﷺ کے ساتھی نظر بھر کر آپ ﷺ کو دیکھ بھی نہیں سکتے تھے''۔ (صحیح بخاری: ۲۷۳۱)

(۳) ادب واحترام ہی اصل سبب تھا کہ جب یہ پتہ چلا کہ آپ ﷺ کے سامنے اونچی آواز میں بات کرنا خطرناک ہے تو ایک صحابی نے خود کو آپ ﷺ کی مجلس میں جانے سے الگ کرلیا کیوں کہ ان کی آواز تیز تھی جیسا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ''لَمَّا نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْآیَۃُ: ﴿یَا أَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ إِلٰی آخِرِ الْآیَۃِ، جَلَسَ ثَابِتُ بْنُ قَیْسٍ فِي بَیْتِہِ، وَقَالَ: أَنَا مِنْ أَھْلِ النَّارِ، وَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ، فَقَالَ: یَا أَبَا عَمْرٍو، مَا شَأْنُ ثَابِتٍ؟ اشْتَکٰی؟ قَالَ سَعْدٌ: إِنَّہُ لَجَارِي، وَمَا عَلِمْتُ لَہُ بِشَکْوٰی، قَالَ: فَأَتَاہُ سَعْدٌ، فَذَکَرَ لَہُ قَوْلَ رَسُولِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ ثَابِتٌ: أُنْزِلَتْ ھٰذِہِ الْآیَۃُ، وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي مِنْ أَرْفَعِکُمْ صَوْتًا عَلٰی رَسُولِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَأَنَا مِنْ أَھْلِ النَّارِ، فَذَکَرَ ذَالِکَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: بَلْ ھُوَ مِنْ أَھْلِ الْجَنَّۃِ'' جب یہ آیت ﴿یَا أَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ اتری تو ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور کہنے لگے کہ میں تو جہنمی ہوں (کیونکہ ان کی آواز بہت بلند تھی اور وہ انصار کے خطیب تھے، اس لئے وہ ڈر گئے) اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آنا چھوڑ دیا آپ ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے ابو عمرو! ثابت کا کیا حال ہے؟ کیا بیمار ہوگیا ہے؟ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ میرا ہمسایہ ہے، میں نہیں جانتا کہ وہ بیمار ہے، پھر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا تو ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت اتری اور تم جانتے ہو کہ اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے میری آواز تم سب میں سب سے زیادہ بلند ہوتی ہے، (اس لئے) میں تو جہنمی ہوں، پھر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ وہ جنتی ہے۔ (صحیح بخاری: ۳۶۱۳، صحیح مسلم: ۱۱۹)

(۴) آپ کے ادب احترام ہی کی خاطر مسجد نبوی میں دو اجنبی لوگوں کو عمر رضی اللہ عنہ نے سخت انداز میں تنبیہ کیا تھا کہ اگر تم دونوں مدینہ کے ہوتے تو میں تمہیں سخت سزا دیتا۔ جیسا کہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: ''کُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ

فَحَصَبَنِي رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهَذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا قَالَ مَنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا قَالَا مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ''۔'' میں مسجد میں کھڑا تھا کہ ایک شخص نے مجھے کنکری ماری، میں نے اس کی طرف دیکھا، تو وہ عمر بن خطاب تھے، انہوں نے مجھ سے کہا کہ ان دونوں کو میرے پاس لاؤ چنانچہ میں ان دونوں کو ان کے پاس لے گیا، عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ تم کس (قبیلہ) میں سے ہو یا (یہ کہا کہ) تم کس مقام کے (رہنے والے) ہو؟ انہوں نے کہا کہ (ہم) طائف کے رہنے والے ہیں عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم اس شہر کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہو''۔(صحیح بخاری: ۴۷۰)

(۵) آپ ﷺ کے ادب واحترام اور آپ کے دفاع کا ایک واقعہ یہ بھی ملاحظہ کریں کہ ذرا بھی نبی ﷺ کی بے عزتی صحابہ برداشت نہیں کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:"وَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكُلَّمَا تَكَلَّمَ أَخَذَ بِلِحْيَتِهِ، وَالْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ الْمِغْفَرُ، فَكُلَّمَا أَهْوَى عُرْوَةُ بِيَدِهِ إِلَى لِحْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ يَدَهُ بِنَعْلِ السَّيْفِ، وَقَالَ لَهُ: أَخِّرْ يَدَكَ عَنْ لِحْيَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ''۔" عروہ پھر آنحضرت ﷺ سے گفتگو کرنے لگا اور جب وہ آپ ﷺ سے بات کرتا تو از راہ خوشامد آپ ﷺ کی داڑھی میں ہاتھ ڈال دیتا مغیرہ بن شعبہ آنحضرت ﷺ کے سرہانے کھڑے ہوئے تھے، جن کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی اور خود ان کے سر پر تھا جب عروہ اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی کی طرف بڑھانے لگتا، تو مغیرہ اسکے ہاتھ پر اپنی تلوار کی نیام سے مارتے اور کہتے کہ عروہ اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی سے ہٹالے''۔(صحیح بخاری: ۲۷۳۱)

اب آج جبکہ نبی ﷺ ہمارے مابین نہیں ہیں تو ہم ان کا ادب واحترام کیسے کریں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نبی ﷺ گرچہ نہیں ہیں پر آپ کی تعلیمات بشکل احادیث موجود ہیں آپ ان کی حفاظت کیجئے، ان کی احادیث کا احترام کیجئے، جب احادیث وغیرہ کا درس ہونے لگے تو آپ خاموش ہوکر سنئے نہ کہ زور زور سے چلایئے، دوران درس گفتگو سے پرہیز کیجئے، ہوسکے تو احادیث وغیرہ کا مطالعہ باوضو ہوکر کیجئے، احادیث رسول سے جو بات ہمیں مل جائے اسے خوشی بخوشی لے لیں نا کہ اس میں خرد برد سے کام لیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللهَ إِنَّ اللهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ،يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ،إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ،إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ﴾"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو یقیناً اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو، بیشک جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے حضور میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لئے جانچ لیا ہے، ان کے لئے مغفرت اور بڑا ثواب ہے، جو لوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں ان میں اکثر (بالکل) بے عقل ہیں''۔(الحجرات:۱۔۴)

سلف صالحین، ائمہ کرام، محدثین عظام احادیث رسول ﷺ کی بڑی قدر کرتے تھے، اس ضمن میں سلف صالحین کے حوالے سے

کچھ نکات پیش خدمت ہیں۔

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: "لَقَدْ كَانَ يُسْتَحَبُّ أَنْ لَا تُقْرَأَ الْأَحَادِيثُ الَّتِي عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا عَلَى طُهُورٍ"۔ "یہ مستحب سمجھا جاتا تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ سے مروی احادیث کو پاک وصاف اور باوضو ہوکر پڑھا جائے"۔ (جامع بیان العلم: ۲/۳۸۳، رقم: ۱۲۵۷)

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: "كُنْتُ عِنْدَ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَهُوَ يُحَدِّثُنَا فَجَاءَ الْعَقْرَبُ فَلَدَغَتْهُ سِتَّ عَشْرَةَ مَرَّةً وَمَالِكٌ يَتَغَيَّرُ لَوْنُهُ وَيَتَصَبَّرُ وَلَا يَقْطَعُ حَدِيثَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْمَجْلِسِ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ قُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ لَقَدْ رَأَيْتُ مِنْكَ عَجَبًا قَالَ: نَعَمْ أَنَا صَبَرْتُ إِجْلَالًا لِحَدِيثِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"۔ "میں مالک بن انس رحمہ اللہ کے پاس بیٹھا تھا اور وہ ہمیں حدیث کا درس دے رہے تھے کہ اچانک بچھوآیا اور انہیں سولہ بار ڈنک مارا، اور امام مالک رحمہ اللہ کا چہرہ بدل گیا لیکن وہ صبر وتحمل کا مظاہرہ کرتے رہے، درس حدیث کے سلسلے کو نہیں کاٹا، جب مجلس سے فارغ ہوئے اور لوگ چلے گئے تو میں نے کہا: اے ابوعبداللہ (امام مالک رحمہ اللہ کی کنیت تھی) میں نے آپ کے اندر عجوبہ دیکھا ہے تو امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: ہاں میں نے احادیث رسول ﷺ کے احترام میں صبر کیا"۔ (المدخل الی السنن الکبری للبیهقی: ۲۹۸)

مفضل بن محمد الجندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابومصعب رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: "كَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ لَا يُحَدِّثُ بِحَدِيثِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا وَهُوَ عَلَى وُضُوءٍ إِجْلَالًا لِحَدِيثِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ"۔ "مالک بن انس احادیث رسول ﷺ کے احترام میں باوضو ہوکر حدیث کا درس دیتے تھے"۔ (جامع بیان العلم: ۲/۳۸۴، رقم: ۱۲۶۰)

عبدالرحمن بن ابی الزناد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: "كان سعيد بن المسيب وهو مريض، يقول: أقعدوني، فإني أعظم أن أحدث حديث رسول الله -ﷺ- وأنا مضطجع"۔ "سعید بن مسیب رحمہ اللہ اس حال میں کہ وہ بیمار رہتے تھے (اور وہ چارپائی پر لیٹے رہتے تھے) تو وہ کہا کرتے تھے کہ مجھے بیٹھاؤ کیوں کہ میں نبی کی احادیث کو اس سے زیادہ عظیم سمجھتا ہوں کہ لیٹ کر انہیں بیان کروں"۔ (جامع بیان العلم: ۲/۳۸۵، رقم: ۱۲۶۰)

اسماعیل بن اویس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: "كَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحَدِّثَ تَوَضَّأَ وَجَلَسَ عَلَى صَدْرِ فِرَاشِهِ، وَسَرَّحَ لِحْيَتَهُ وَتَمَكَّنَ فِي جُلُوسِهِ بِوَقَارٍ وَهَيْبَةٍ، وَحَدَّثَ فَقِيلَ لَهُ فِي ذَالِكَ، فَقَالَ: أُحِبُّ أَنْ أُعَظِّمَ حَدِيثَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أُحَدِّثُ إِلَّا عَلَى طَهَارَةٍ مُتَمَكِّنًا، وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُحَدِّثَ فِي الطَّرِيقِ أَوْ هُوَ قَائِمٌ أَوْ مُسْتَعْجِلٌ، وَقَالَ: أُحِبُّ أَنْ أَتَفَهَّمَ مَا أُحَدِّثُ بِهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"۔ "مالک بن انس جب حدیث پڑھانے کا ارادہ فرماتے تو وضو کرتے، اور اپنی چادر بچھا لیتے، اپنی داڑھی سنوار لیتے پھر مجلس میں پورے وقار اور ہیئت کے ساتھ بیٹھ جاتے اور حدیث بیان کرتے، ان سے اس سلسلے میں پوچھا گیا تو جواب دیا کہ میں احادیث رسول ﷺ کی تعظیم کرتا ہوں اور میں پوری طرح سے پاک وصاف ہوکر حدیث پڑھاتا ہوں، وہ راستے میں یا کھڑے ہو کر یا جلدی جلدی حدیث پڑھانا ناپسند کرتے تھے اور کہتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ کے رسول ﷺ کی احادیث کو خوب سوچ سمجھ کر بیان کروں"۔ (المدخل الی السنن الکبری للبیهقی: ۲۹۲)

☆ پانچواں تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ پر درود بھیجا جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ "بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود وسلام بھیجا کرو"۔ (الأحزاب: ۵۶)

اس آیت میں نبی ﷺ کے اس مرتبہ ومنزلت کا بیان ہے جو آسمانوں میں آپ ﷺ کو حاصل ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و

تعالیٰ آپ ﷺ کی ثنا وتعریف کرتا اور آپ ﷺ پر رحمتیں بھیجتا ہے اور فرشتے بھی آپ ﷺ کے درجات کی بلندی کی دعا کرتے ہیں، اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے عالم سفلی اہل زمین کو حکم دیا کہ وہ بھی آپ ﷺ پر صلوٰۃ اور سلام بھیجیں، گویا آپ ﷺ کے تمام حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ آپ پر درود بھیجا جائے، درود بھیجنے سے جہاں آپ ﷺ کا ایک حق ادا ہوگا وہیں کچھ نیکیاں بھی ملیں گی، انہیں نیکیوں کے حوالے سے چند روایات ملاحظہ کریں۔

(۱) درود بھیجنے کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ درود بھیجنے والے پر اللہ دس رحمتیں نازل کرے گا نیز اس کے دس گناہ معاف کر کے دس درجے بلند کرے گا۔ جیسا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ، وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ“۔ ”جو شخص میرے اوپر ایک بار درود بھیجے گا، تو اللہ اس پر دس رحمتیں بھیجے گا، اور اس کے دس گناہ معاف اور دس درجے بلند کر دیئے جائیں گے“۔ (سنن النسائی: ۱۲۹۷، وصححه الالبانی)

(۲) درود بھیجنے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ فرشتے درود بھیجنے والے کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ جیسا کہ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَلِّي عَلَيَّ، إِلَّا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَا صَلَّى عَلَيَّ، فَلْيُقِلَّ الْعَبْدُ مِنْ ذَالِكَ أَوْ لِيُكْثِرْ“۔ ”جب کوئی مسلمان مجھ پر درود بھیجتا ہے تو فرشتے جب تک وہ مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں، اب بندہ چاہے تو مجھ پر کم درود بھیجے یا زیادہ بھیجے“۔ (سنن ابن ماجة: ۹۰۷، وحسنه الالبانی)

(۳) نبی ﷺ کا نام آنے پر درود نہ بھیجنا خود اپنے لئے ہلاکت و بربادی کو دعوت دینا ہے۔ جیسا کہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”منبر حاضر کرو تو ہم نے حاضر کر دیا، جب آپ ایک درجہ چڑھے تو کہا آمین، جب دوسرے درجہ پر چڑھے تو کہا آمین، پھر جب تیسرے درجہ پر چڑھے تو کہا آمین، جب اترے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ ہم نے آج آپ سے وہ کچھ سنا جو (اس سے پہلے) نہیں سنتے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آ کر بولے: دوری ہو اس شخص کے لئے جو رمضان کا مہینہ پائے اور اس کی مغفرت نہ ہو تو میں نے کہا: آمین۔ پھر کہا دوری ہو اس شخص کے لئے جس کے سامنے آپ کا ذکر ہو تو وہ آپ پر درود نہ بھیجے تو میں نے آمین کہا۔ اور جب میں تیسرے درجے پر چڑھا تو فرمایا کہ دوری ہو اس شخص کے لئے جو اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی عمر میں پائے اور جنت میں داخل نہ ہو سکے تو میں نے کہا آمین“۔ (المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ۷۲۵۶، و قال: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ ووافقه الذهبی وقال الالبانی فی تحقیق فضل الصلاۃ علی النبی: ص: ۳۳، صحیح بشواهده)

(۴) درود جنت کا ایک راستہ ہے۔ جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ، خَطِئَ طَرِيقَ الْجَنَّةِ“۔ ”جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا، وہ جنت کا راستہ بھول گیا“۔ (سنن ابن ماجة: ۹۰۸، الصحیحة: ۴۴۵/۵، رقم: ۲۳۳۷)

(۵) دعا کی قبولیت کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ پر درود بھیجا جائے۔ جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوبٌ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“۔ ”ہر دعا رکی رہتی ہے تا آنکہ محمد اور آل محمد ﷺ پر درود بھیج دیا جائے“۔ (المعجم الأوسط: ۷۲۱، شعب الایمان: ۱۴۷۴، الصحیحة: ۴۴۵/۵، رقم: ۲۳۳۷)

اس کے علاوہ محبت رسول ﷺ کے اور بھی بے شمار تقاضے ہیں لیکن دیگر تقاضے انہیں پانچوں کے ماتحت ہیں بنا بریں انہیں پانچوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سچا محب رسول ﷺ بنائے۔ آمین۔

***

*

انسانی حقوق　　　　دوسری قسط

# مزدوروں کے حقوق

ابوالبیان رفعت سلفی

**مالک پر مزدوروں کے حقوق:**

۱۔ جائز کاموں کی مزدوری کرائے گناہ اور نافرمانی کے کام ہرگز نہ کرائے۔

اللہ کا فرمان ہے:﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ ’’نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم و زیادتی میں مدد نہ کرو‘‘۔(سورۃ المائدۃ:۲)

**۲۔کام کی نوعیت اور مزدوری کی وضاحت اور اس سے متعلق تمام عہد و پیمان کو پورا کرنا۔**

مزدور کو کام پر رکھنے سے پہلے اس کے سامنے درج ذیل امور کی مکمل وضاحت کر دینی چاہیے:

(الف) کیا کام کرنا ہے کس معیار کا کرنا ہے؟

(ب) کام کتنے وقت میں مکمل کر کے دینا ہے؟

(ج) ہفتہ واری یا ماہانہ یا سالانہ کتنی مزدوری ملے گی؟

اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾ ’’اے ایمان والو! عہد و پیمان پورے کرو‘‘۔(سورۃ المائدہ:۱)

اور ایک دوسری جگہ مومنوں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ﴾ ’’جو لوگ اپنی امانتوں اور عہد و پیمان کی حفاظت کرنے والے ہیں‘‘۔(المؤمنون:۸)

اگر سیٹھ اور مالک حضرات کسی شخص کو ملازمت یا نوکری پر رکھنے سے پہلے اپنی تمام شرطوں کو واضح کر دیں اور بعد میں انہیں امانت داری کے ساتھ نبھانے کی بھی کوشش کریں تو ان شاء اللہ وہ بھی خوش رہیں گے اور ان کے مزدور اور ملازمین بھی محنت اور امانت داری سے اپنے اپنے کاموں میں لگے رہیں گے جب ذمہ دار اور مالک و سیٹھ حضرات ملازموں اور نوکروں کے ساتھ بدسلوکی اور ناانصافی کرنے لگتے ہیں تو ملازموں اور مزدوروں میں بھی بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے، پھر نہ ایسے لوگوں کے یہاں کوئی ملازم یا مزدور مستقل مزاجی سے کام کرتا ہے اور نہ ایک کے جانے کے بعد جلدی دوسرا ملازم یا مزدور ملتا ہے۔

**۳۔طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالنا۔**

یہ اسلام کی امتیازی خصوصیات میں سے ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ ’’اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ کا مکلف نہیں کرتا‘‘۔(البقرۃ:۲۸۶) اسی طرح دوسرے مقام پر اللہ کا فرمان ہے:﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا﴾ کسی شخص کو اللہ مکلف نہیں کرتا مگر اتنا ہی جتنی طاقت اسے دے رکھی ہے۔(سورۃ الطلاق:۷)

معرور بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے بدن پر بھی ایک جوڑا تھا اور ان کے غلام کے بدن پر بھی اسی قسم کا ایک جوڑا تھا۔ ہم نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ ایک دفعہ میری ایک صاحب (یعنی بلال رضی اللہ عنہ سے) سے کچھ بدکلامی ہوگئی

تھی۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے میری شکایت کی، آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے انہیں ان کی ماں کی طرف سے عار دلائی ہے؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا، تمہارے غلام بھی تمہارے بھائی ہیں اگر چہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہاری ماتحتی میں دے رکھا ہے۔ اس لیے جس کا بھی کوئی بھائی اس کے قبضہ میں ہو اسے وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے۔ لیکن اگر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالو تو پھر ان کی خود مدد بھی کر دیا کرو۔ (صحیح البخاری، کتاب العتق، باب قول النبی ﷺ العبید اخوانکم فاطعموھم مما تاکلون، حدیث: ۲۵۴۵)

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اگر مزدور کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف کیا جائے تو مالک اس کی مدد کرے۔ والحمدللہ

۴۔مزدوروں سے خوش اخلاقی سے ملنا۔

سیٹھوں اور مالکوں کو چاہئے کہ وہ اپنے ملازموں اور مزدوروں سے خندہ پیشانی اور خوش مزاجی سے ملیں، اور کبھی کبھار ان سے دل لگی و ہنسی مذاق بھی کیا کریں۔ ایسا طریقہ بالکل نہ اپنائیں کہ اپنے آپ کو انسان اور ان کو جانور سمجھیں، اور ان پر ہمیشہ جلاد کی طرح سوار رہیں، ہمیشہ یہ خیال رکھیں کہ اگر میں اپنے ماتحتوں اور مزدوروں پر رحم کروں گا تو میرا پروردگار بھی مجھ پر رحم فرمائے گا۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
وہ رب مہرباں ہوگا عرش بریں پر

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کسی بھی نیکی کو حقیر نہ سمجھو، اگر چہ اپنے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا ہی کیوں نہ ہو۔ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء۔ حدیث: ۲۶۲۶)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم فرمائے گا۔ تم اہل زمین پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ (سنن ابی داؤد: ۱۹۶۱۔ سلسلة الاحادیث الصحیحة: ۹۲۵)

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر میں بیان کرتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! جو شخص بھی میری امت کے کسی معاملے کا ذمہ دار بنے اور ان پر سختی کرے، تو تو اس پر سختی فرما، اور جو شخص میری امت کے کسی معاملے کا ذمہ دار بنے اور ان کے ساتھ نرمی کرے تو، تو اس کے ساتھ نرمی فرما۔ (صحیح مسلم: کتاب الامارة، باب فضیلة الامام العادل وعقوبة الجائر والحث علی الرفق بالرعیة، حدیث: ۱۸۲۸)

اپنے غلاموں اور نوکروں سے دل لگی کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک بار) نبی کریم ﷺ نے مجھے یوں پکارا اے دو کانوں والے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الادب، باب ماجاء فی المزاح، حدیث: ۵۰۰۲، وصححه الالبانی)

اگر کبھی غلاموں، نوکروں اور ملازمین کی کسی غیر مناسب بات پر غصہ آجائے تو صبر سے کام لینا چاہئے، اور عفوو درگزر سے کام لینا چاہئے اس کا بہت بڑا ثواب ہے، ایسا شخص جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو پاکر غصہ پی جاتا ہے، قیامت کے دن اسے خصوصی انعام سے نوازا جائے گا۔

معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص انتقام کی قدرت کے باوجود غصہ پی جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو تمام مخلوقات کے سامنے بلا کر فرمائے گا کہ آج تم جنت کی جس حور کا انتخاب کرنا چاہو جا کر انتخاب کرلو۔ (سنن ابی داؤد کتاب الادب، باب من کظم غیظا، حدیث :۴۷۷۷۔ صحیح الجامع: ۶۵۲۲)

۵۔وقت پر مزدوری ادا کرنا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اسکی مزدوری

دے دو۔(سنن ابن ماجۃ:۲۴۴۳،صحیح الجامع:۱۰۵۵)

بہت سے لوگ مزدوروں کو مزدوری دینے میں بہت تاخیر کرتے ہیں۔ بلاکسی عذر شرعی کے مزدوروں کو ان کی مزدوری اور اجرت دینے میں بالکل تاخیر نہیں کرنا چاہئے کیونکہ نبی ﷺ نے مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

اسی طرح اگر آدمی کے پاس پیسہ موجود ہو آدمی مالدار ہو تو مزدوری دینے میں بلاوجہ ٹال مٹول کرنا بھی گناہ ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غنی آدمی کا قرضے کی ادائیگی کو ٹالے جانا ظلم ہے،اور جب تم میں سے کسی کو کسی غنی کے حوالے کیا جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اس بات کو مان لے۔(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب تحریم مطل الغنی، حدیث:۱۵۶۴)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تین طرح کے لوگ ایسے ہوں گے جن کے خلاف میں دعویٰ قائم کروں گا،ایک وہ شخص جس نے میرے نام پر عہد کیا اور وہ توڑ دیا، دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد انسان کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی اور تیسرا وہ شخص جس نے کوئی مزدور اجرت پر رکھا،اس سے پوری طرح کام لیا،لیکن اس کی مزدوری نہیں دی۔(صحیح البخاری، کتاب الاجارۃ،باب اثم من منع اجر الاجیر، حدیث:۲۲۷۰،۲۲۷۷)

اسی طرح مزدوروں اور ملازموں کو مناسب اور معقول مزدوری دینی چاہئے مزدوری اتنی کم نہ ہو کہ مزدور کی بنیادی ضرورتیں بھی پوری نہ ہوں۔اللہ کا فرمان ہے:﴿وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ﴾''جیسا کہ اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی اچھا سلوک کر اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو یقین مان کہ اللہ مفسدوں کو پسند نہیں کرتا''۔(سورۃ القصص:۷۷)

کسی شاعر نے مزدوری کی قلت کا شکوہ کرتے ہوئے کیا خوب کہا ہے۔

شرم آتی ہے مزدوری بتاتے ہوئے ہم کو
اتنے میں تو بچوں کا غبارہ نہیں ملتا

**۶۔جو مزدور جس لائق ہو اس کو ویسا کام دینا۔**

جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے بارے میں اللہ کا فرمان ہے:﴿اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ﴾''(یوسف نے) کہا آپ مجھے خزانوں پر مقرر کر دیجئے میں حفاظت کرنے والا اور باخبر ہوں''۔(سورۃ یوسف:۵۵)

مذکورہ آیت کریمہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو کسی کام کا اہل سمجھتا ہے تو وہ اپنے آپ کو اس کام کے لئے پیش کر سکتا ہے جیسا کہ یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر سے وزیر خزانہ بننے کی خواہش ظاہر کی تھی اور عزیز مصر نے انہیں اس کا اہل سمجھتے ہوئے وزیر خزانہ مقرر کر دیا تھا۔

اسی طرح جب موسیٰ علیہ السلام نے مدین کے کنویں سے دولڑکیوں کی بکریوں کو پانی پلا دیا اور لڑکیوں کے باپ کے بلانے پر ان کے گھر گئے تو دونوں لڑکیوں میں سے ایک لڑکی نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اپنے ابا سے سفارش کی تھی کہ ابو جان آپ اس شخص(موسیٰ) کو اپنے گھر مزدوری کے لئے رکھ لیجئے کیونکہ یہ طاقت ور بھی ہے اور امانت دار بھی،اللہ کا فرمان ہے:﴿يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ﴾''اے ابو جان! آپ انہیں مزدوری پر رکھ لیجئے کیونکہ جنہیں آپ اجرت پر رکھیں ان میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو''۔(سورۃ القصص:۲۶)

مذکورہ واقعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کام میں ماہر ہو اور لوگ اس کے بارے میں نہ جانتے ہوں تو جو شخص جانتا ہو اسے چاہئے کہ وہ اس شخص کے بارے میں سفارش کر کے اسے اس کی مہارت والا کام دلانے کی کوشش کرے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے لئے کوئی ایسا کام منتخب کرے جو حقیقت میں اس کے مزاج کے مخالف اور اس کی طاقت سے زیادہ ہو تو دوسرے لوگوں کو از راہ خیر خواہی اسے اس مشکل کام سے روکنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

جب ابو ذر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے امیر بننے کی خواہش کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے کندھے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اے ابوذر بیشک تم ضعیف آدمی ہو اور یہ امارت ایک امانت ہے، اور یہ امارت قیامت کے دن ذلت وندامت کا باعث ہوگی، سوائے اس شخص کے جس نے اسے حق کے ساتھ قبول کیا ہو اور اسے مکمل طور سے ادا بھی کیا ہو۔ (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب کراھۃ الامارہ بغیر ضرورۃ، حدیث: ۴۸۲۳)

ابوذر رضی اللہ عنہ کی امانت داری میں کوئی کمی نہیں تھی کیونکہ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابی ہیں، مسئلہ صرف اتنا تھا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ بہت نرم دل ہونے کی وجہ سے امارت کے مستحق نہیں تھے کیونکہ امارت کے لئے تھوڑی سختی اور رعب و دبدبہ بھی ضروری ہے اس کے بغیر ظالم وجابر اور شریر قسم کے لوگوں پر کنٹرول حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کو ان کی صلاحیتوں کے مطابق ہی ذمہ داریاں دیتے تھے۔ مثلاً معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی فقاہت اور ان کی دانشمندی کو دیکھتے ہوئے انہیں یمن کا قاضی متعین فرمایا تھا، مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ چونکہ بڑے فصیح اللسان اور صاحب علم وفضل تھے اس لئے انہیں مدینہ کی طرف معلم اور مبلغ بنا کر بھیجا تھا، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی عدالت اور ان کی ہوشیاری کو دیکھتے ہوئے انہیں صدقات وصول کرنے کی ذمہ داری سونپی تھی، خالد بن الولید کی بہادری اور ان کی جنگی صلاحیتوں اور ان کے قائدانہ کردار کو دیکھتے ہوئے لشکر کا سپہ سالار متعین فرمایا تھا، بلال رضی اللہ عنہ کی پرہیز گاری، ان کی حسن تدبیر کو دیکھتے ہوئے انہیں بیت المال کا ذمہ دار متعین فرمایا تھا، اسی طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی علمی پختگی اور ان کے قوت حافظہ کو دیکھتے ہوئے انہیں جمع قرآن کی ذمہ داری سونپی تھی۔

اسی طرح رسول اکرم ﷺ نے معاملات کے نا اہلوں کے ہاتھوں میں جانے کو بھی قیامت کی نشانی قرار دیا ہے جو کہ اس دور میں بالکل ظاہر ہو چکی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔ پوچھا یا رسول اللہ! امانت کس طرح ضائع کی جائے گی؟ فرمایا جب کام نا اہل لوگوں کے سپرد کر دیئے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو۔ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب رفع الامانۃ، حدیث: ۶۴۹۶)

**۷۔مزدوروں اور نوکروں کے درمیان عدل وانصاف کرنا:**

اسی طرح مالکوں اور ذمہ داروں کو چاہئے کہ وہ اپنے نوکروں اور مزدوروں کے درمیان انصاف کریں، ایسا کرنے سے مزدور اور ملازم مالک اور ذمہ دار سے خوش رہتے ہیں، جس کمپنی یا ادارے میں عدل وانصاف اور مساوات کا بول بالا ہوتا ہے وہاں امن و شانتی قائم رہتی ہے، اور ایسے ادارے اور ایسی کمپنیاں جہاں عصبیت اور بھید بھاؤ کا دوردورہ ہوتا ہے تو وہاں کے مزدور اور ملازمین کے درمیان چاپلوسی اور خوشامد جیسی بیماری عام ہو جاتی ہے، اور پھر ایسے ادارے اور ایسی کمپنیاں بہت جلد زوال پذیر ہو جاتی ہیں، قران مجید میں اللہ تعالیٰ نے عدل و انصاف کا حکم دیا ہے، اللہ کا فرمان ہے: ﴿اِعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَاتَّقُوا اللهَ إِنَّ اللهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾ ''عدل کیا کرو جو پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے''۔ (سورۃ المائدۃ: ۸)

**مثالی مزدوروں اور ملازمین کے اوصاف:**

۱۔اخلاص۔

ہر مزدور اور ملازم پر واجب ہے کہ وہ رزق حلال تلاش کرنے والا ہو اور اپنے اس ارادہ میں بالکل مخلص ہو کیونکہ جب تک اخلاص نہیں ہوتا کوئی بھی کام صحیح طور سے انجام نہیں پاتا، وہ کام کرتے وقت یہ سوچے کہ اگر اسے ذمہ دار یا اس کا آقا نہیں دیکھ رہا ہے تو کیا ہوا؟ اس کا خالق و مالک اللہ رب العالمین ضرور دیکھ رہا ہے، جو قیامت کے دن اس کے تمام اعمال کی جانچ پڑتال کرے گا۔ اللہ کا فرمان ہے:﴿وَ كُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَ نُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنْشُورًا. اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا﴾ ''ہم نے ہر انسان کی بھلائی برائی اس کے گلے لگادی ہے اور بروز قیامت ہم اس کے سامنے اس کا نامۂ اعمال نکالیں گے جسے وہ کھلا ہوا پائے گا، لے خود ہی اپنی کتاب آپ پڑھ لے آج کے دن تو خود ہی اپنا حساب لینے کو کافی ہے''۔(سورۃ الاسراء:۱۳)

**۲۔ طاقتور اور تندرست ہونا۔**

مزدوروں اور ملازموں کو صحت مند اور طاقتور ہونا چاہئے کیونکہ وہ جتنے زیادہ تندرست اور مضبوط ہوں گے وہ اتنی زیادہ محنت و جفاکشی سے کام کرسکیں گے۔

**۳۔ امانت دار ہو اپنی ذمہ داریوں کو وقت کی پابندی اور اچھے طریقے سے نبھانے والا ہو۔**

مزدوروں اور ملازموں پر یہ بھی واجب ہے کہ وہ امانت دار ہوں، اور اپنی ذمہ داریوں کو امانت داری کے ساتھ نبھائیں اللہ کا فرمان ہے:﴿إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا﴾'' اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ''۔(النساء:۵۸)

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿وَ أَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾''اور وعدے پورے کرو کیونکہ قول وقرار کی باز پرس ہونے والی ہے''۔(سورۃ الاسراء:۳۴)

رسول اللہ ﷺ امانت داری کا تاکیدی حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:(لا إيمان لِمَن لا أمانة له) جس کے پاس امانت داری نہیں اس کے پاس ایمان نہیں۔(صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان:حدیث:۱۹۴،وصححہ الالبانی:صحیح الجامع:۷۱۷۹)

(أدِّ الأمانة إلى مَن ائتمنك، ولا تخن مَن خانك) جو شخص تمہارے پاس امانت رکھے اس کی امانت ادا کردو اور جو تمہارے ساتھ خیانت کرے اس کے ساتھ خیانت نہ کرو۔(سنن الترمذی:۱۲۶۴، صححہ الالبانی)

**۴۔ کاموں کے آلات واوزار کی حفاظت کرنے والا ہو۔**

اسی طرح مزدوروں اور ملازموں پر یہ بھی واجب ہے کہ وہ جن آلات و اوزار سے کام کرتے ہیں اس کی حفاظت کریں، انہیں اچھے ڈھنگ سے استعمال کریں، جان بوجھ کر کسی چیز یا سامان کو اس ارادہ سے ضائع نہ کریں کہ جب کام کرنے کا سامان خراب ہوجائے گا تو اسی بہانے بیکار وقت گزاری کا موقع مل جائے گا یہ بھی خیانت میں شامل ہے۔ اللہ رب العالمین نے اپنے مومن بندوں کو خیانت سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾''اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول (کے حقوق) میں اور اپنی قابل حفاظت چیزوں میں خیانت مت کرو''۔(سورۃ الانفال:۲۷)

اسی طرح فرمان باری تعالیٰ ہے:﴿إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا﴾ ''اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ''۔(النساء:۵۸)

**۵۔ مالک کے راز کی باتوں کو فاش نہ کرے۔**

جس ادارہ یا جس کمپنی یا جس دوکان و مکان میں انسان مزدوری کرے اس پر واجب ہے کہ اس ادارہ یا کمپنی یا مکان یا اس کے مالک کے راز کی باتوں کی حفاظت کرے راز کی باتوں کو اِدھر اُدھر بیان نہ کرے، کیونکہ اگر وہ راز کی باتوں کو بلا عذر شرعی

کے فاش کرے گا تو اس ادارہ کے ذمہ داروں کا اعتماد اس سے اٹھ جائے گا، اور وہ خود اپنے ذمہ داروں اور مالکوں کی نظر میں مشتبہ اور بے وفا ثابت ہو جائے گا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے لوگوں کے عیوب پر پردہ ڈالنے کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ’’من ستر مسلما ستره الله في الدنيا والآخرة‘‘۔ ’’جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیوب کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ تعالی دنیا و آخرت میں اس کے عیوب کی پردہ پوشی فرمائے گا‘‘۔ (صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمه، حدیث: ۲۴۴۲)

اگر کوئی شخص ہمیں کوئی چیز بتلا رہا ہو اور یہ تنبیہ کرے کہ اس راز کو پوشیدہ رکھو تو ہمیں اسے بھی پوشیدہ رکھنا چاہئے یہ بھی امانت داری میں شامل ہے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم سے بات کرتے ہوئے ادھر ادھر سے چوکنا ہو رہا ہو (کہ کہیں کوئی سنتا تو نہیں) تو یہ بات بھی امانت ہے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی نقل الحدیث حدیث: ۴۸۶۸۔ صححه الالبانی، صحیح الجامع: ۴۸۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اس وقت میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہا: آپ نے ہم سب کو سلام کیا اور مجھے کسی کام کے لیے بھیج دیا تو میں اپنی والدہ کے پاس تاخیر سے پہنچا، جب میں آیا تو والدہ نے پوچھا: تمھیں دیر کیوں ہوئی؟ میں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے کسی کام سے بھیجا تھا۔ انھوں نے پوچھا: آپ کا وہ کام کیا تھا؟ میں نے کہا: وہ ایک راز ہے۔ میری والدہ نے کہا: تم رسول اللہ ﷺ کا راز کسی پر افشا نہ کرنا۔ (صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل انس بن مالک، حدیث: ۲۵۳۳)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں، ان کی چال میں نبی کریم ﷺ کی چال سے بڑی مشابہت تھی۔ آپ نے فرمایا: بیٹی آؤ مرحبا! اس کے بعد آپ نے انہیں اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف بٹھایا، پھر ان کے کان میں آپ نے چپکے سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں، میں نے ان سے کہا کہ آپ روتی کیوں ہیں؟ پھر دوبارہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے کان میں کچھ کہا تو وہ ہنس دیں۔ میں نے ان سے کہا آج غم کے فوراً بعد ہی خوشی کی جو کیفیت میں نے آپ کے چہرے پر دیکھی وہ پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ نے کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا جب تک رسول اللہ ﷺ زندہ ہیں میں آپ کے راز کو کسی پر نہیں کھول سکتی۔ چنانچہ میں نے آپ کی وفات کے بعد پوچھا۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، حدیث: ۳۶۲۳)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میری بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوئیں تو میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا نکاح عزیزہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے کردوں۔ پھر کچھ دنوں کے بعد رسول کریم ﷺ نے ان کے نکاح کا پیغام بھیجا اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور کہا آپ نے جو صورت میرے سامنے رکھی تھی اس کا جواب میں نے صرف اس وجہ سے نہیں دیا تھا کہ مجھے معلوم تھا کہ رسول کریم ﷺ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ کا راز کھولوں ہاں رسول اللہ ﷺ انہیں چھوڑ دیتے تو میں ان کو قبول کر لیتا۔ (صحیح البخاری: کتاب النکاح، تفسیر ترک الخطبة، حدیث: ۵۱۴۵)

ہر شخص کو اپنے راز کی خود حفاظت کرنی چاہئے۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’سرک اسیرک فان تکلمت به صرت اسیره‘‘۔ ’’تمہارا راز تمہارا قیدی ہے اگر تم اپنے راز کی باتوں کو بیان کروگے تو تم اس کے قیدی بن جاؤ گے‘‘۔ (ادب الدنیا والدین للماوردی: ص: ۳۴۳)

البتہ اگر کسی مزدور وملازم پر ظلم ہو رہا ہو تو وہ ایسی صورت میں اس راز کی بات کو ایسے لوگوں سے بتا سکتا ہے جو اسے اس ظلم سے نجات دلا سکیں ۔ جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:﴿لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيعًا عَلِيمًا﴾ ”برائی کے ساتھ آواز بلند کرنے کو اللہ پسند نہیں کرتا مگر مظلوم کو اجازت ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے“۔(سورۃ النساء:۱۴۸)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا، اس نے اپنے ہمسائے کی شکایت کی ۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور صبر کرو۔ وہ پھر آپ ﷺ کے پاس دو یا تین بار آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جا اپنا سامان راستے پر ڈال دے، چنانچہ اس نے اپنا مال متاع راستے پر ڈال دیا۔لوگ اس سے پوچھنے لگے (کہ کیا ہوا؟) تو اس نے انہیں اپنے ہمسائے کا سلوک بتایا۔تو لوگ اسے لعنت ملامت کرنے لگے۔اللہ اس کے ساتھ ایسا کرے اور ایسا کرے۔تو وہ ہمسایہ اس کے پاس آیا اور اس سے بولا: اپنے گھر میں واپس چلے جاؤ۔ (آئندہ) میری طرف سے کوئی ناپسندیدہ سلوک نہیں دیکھو گے ۔(سنن ابی داؤد :کتاب الادب ،باب فی حق الجوار ،حدیث:۵۱۵۳ ،وحسنہ الالبانی والارنوؤط)

**۷۔دنیاوی کاموں کے ساتھ دینی فرائض و واجبات کی ادائیگی۔**

ملازموں اور مزدوروں پر یہ بھی واجب اور ضروری ہے کہ وہ تلاش معاش کے لئے محنت و مزدوری کے ساتھ اللہ کے عائد کردہ فرائض و واجبات کی بھی تعمیل کریں، ایسا نہ کہیں کہ کیا کریں روزی روٹی کے حصول میں اتنی مشغولیت رہتی ہے کی نماز کا بھی وقت نہیں ملتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم تمام انسانوں کو اس دنیا میں صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے:﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ ”میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں“۔(سورۃ الذاریات:۵۶)

اسی طرح یہ چیز بھی غلط ہے کہ کوئی شخص اپنی ڈیوٹی وذمہ داری کے اوقات میں اپنی ذمہ داریوں کو فراموش کر کے نفلی عبادتوں میں مشغول رہے۔

مثال کے طور پر ایک شخص کسی دوکان میں ملازمت کرتا ہے جہاں اس کو یہ ذمہ داری دی گئی ہے کہ وہ گاہکوں کو سامان دکھلائے اور اس کی قیمت وغیرہ کی تفصیل بتا کر اسے فروخت کرنے کی کوشش کرے،اب اگر وہ شخص کسی دوکان میں ملازمت کرتے ہوئے اپنے آپ کو ہمیشہ نفلی عباتوں مثلاً تلاوت قرآن، نفلی نمازوں وغیرہ میں مشغول رکھتا ہے اور اپنی ذمہ داریوں کو بالکل فراموش کر دیتا ہے تو ایسا کرنا گناہ ہے کیونکہ ڈیوٹی کے وقت ڈیوٹی نبھانا فرض ہے اور یہ شخص فرض کام کو چھوڑ کر نفلی کام کر رہا ہے۔

اگر کوئی شخص نفلی عبادت کر رہا ہو اور اسے فرض کاموں کے لئے آواز دی جائے تو ایسے شخص پر بھی واجب ہے کہ وہ نفلی عبادت کو چھوڑ کر فرض کی ادائیگی کی طرف سبقت کرے۔

بنی اسرائیل کے ایک عابد جریج کا واقعہ (صحیح بخاری:۳۴۳۶)میں تفصیل سے موجود ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جریج بڑے عبادت گزار تھے ایک مرتبہ وہ اپنی عبادت گاہ میں عبادت کر رہے تھے کہ ان کی ماں نے انہیں آواز دی لیکن جریج نفلی عبادت میں مشغول ہونے کی وجہ سے جواب نہ دے سکے اس طرح تین مرتبہ ہوا تیسری بار جریج کی ماں نے جریج کو ناراض ہو کر بددعا دے دی جس کا خمیازہ جریج کو بھگتنا پڑا۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور انہیں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔

***
*

جرح وتعدیل

# امام ابوعبدالرحمٰن محمد بن الحسین السلمی رحمہ اللہ کی توثیق

(حصہ اول)

سید انور شاہ راشدی

الحمد للہ العلی المنان، والصلاۃ والسلام علی رسولہ ونبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم الحنان، ورضوانہ علی الذین صحبوہ من الانس والجان، ومن تبعھم باحسان، لہ الحمد والشکر والمن علی عبدہ بان وفقہ لتحریر الرسالۃ المسمی ب"فضل الرحمٰن فی توثیق السلمی ابی عبدالرحمن "وھو المستعان، وعلیہ التکلان، وبہ ابدا بالبیان، امابعد:

"ابوعبدالرحمٰن سلمی جرح وتعدیل کے میزان میں" کے عنوان سے ایک مقالہ نظر سے گزرا، جو ہمارے ایک فاضل دوست حفظہ اللہ کے توسط سے موصول ہوا تھا، جسے بعد میں سوشل میڈیا پر بھی نشر کیا گیا۔

مقالہ نگار کے اس مقالہ نے ورطۂ حیرت میں ڈال دیا، یقین جانئے کہ اس تحریر پر جتنا تعجب کیا جائے کم ہے، اختلاف رکھنا ہر کسی کا حق ہے، اس سے ہمیں کوئی تعرض وشکوہ نہیں، لیکن اس تحریر میں درج ذیل باتیں انتہائی افسوسناک ہیں:

(۱) امام سبکی تلمیذ الذہبی رحمہما اللہ کو گمراہ صوفی قرار دیا گیا، بلکہ کسی ساتھی نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ ابوعبدالرحمٰن السلمی "باطنی" ہے، اسکا دفاع نام نہاد محققین ہی کر سکتے ہیں!

سوال یہ ہے کہ:

کیا امام سبکی، امام خطیب بغدادی، امام ابونعیم، امام بیہقی اور ابن تیمیہ رحمہم اللہ نام نہاد محققین ہیں؟ کہ انہوں نے بھی سلمی کا دفاع کیا ہے۔

اگر آپ اختلاف کا حق رکھتے ہیں، تو دوسروں سے یہ حق چھیننے کی کوشش میں کیوں لگے ہوئے ہیں،، حافظ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی صوفیاء کا دفاع کرتے نظر آتے ہیں، لہٰذا اتنی جرأت نہ کی جائے کہ ہمارے ہاتھ ائمہ کے گریبانوں تک جا پہنچیں۔

(۲) فریق مخالف کے ادلہ کو درست انداز میں ذکر کرکے انکا کماحقہ مناقشہ نہیں کیا گیا۔

(۳) اس تحریر میں حقائق کے برخلاف چیزیں موجود ہیں۔

**دفاع صحابہ کی آڑ لے کر امام ابوعبدالرحمٰن السلمی پر بلاوجہ طعن:**

امام ابوعبدالرحمٰن السلمی امام دارقطنی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: بُسْرُ بنُ أَرْطاۃَ لہ صحبۃٌ، ولم یکن لہ استقامۃٌ بعدَ النبی ﷺ ...(سؤالات السلمی للدارقطنی ص:۱۳۶، رقم الترجمہ:۸۲) بسر بن ارطاۃ صحابی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد استقامت نہ رکھ سکے۔

مقالہ نگار نے امام دارقطنی کے اس قول کو امام ابوعبدالرحمٰن السلمی کی وجہ سے غیر ثابت قرار دیا ہے کہ محدثین کرام نے اس پر شدید جرح کی ہے، اسے ضعیف ووضاع کہا گیا ہے۔

**امام دارقطنی کا قول بے دلیل ہے:**

حالانکہ اس قول کو یہ کہہ کر بھی رد کیا جا سکتا ہے کہ یہ امام دارقطنی کی اپنی رائے ہے، اس پر انہوں نے کوئی صحیح سند پیش نہیں کی ہے، ظاہر ہے یہ ایک قدیم الزمان شخص (صحابی) کے متعلق خبر ہے، جس کا پایۂ ثبوت تک پہنچنا ضروری ہے، جس طرح رواۃ سے الزامات کو رد کرنے کے لیے کہا جاتا ہے کہ فلاں پر خارجی، قدری، مرجی، ناصبی

کا الزام درست نہیں، کیونکہ ان پر یہ الزام صحیح سند سے ثابت نہیں، ائمہ کے اقوال میں اس طرح کی کافی چیزیں نظر آئیں گی، اور یہی حق وصواب ہے، کیونکہ ان تمام باتوں کا تعلق خبر سے ہے، لہٰذا خبر کا صحیح سند سے ثابت ہونا ضروری ہے، بعینہ اسی طرح بسر بن ارطاۃ رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی امام دارقطنی نے جو کہا ہے تو اسکا تعلق بھی خبر سے ہے، لہٰذا اسکی صحت کا ثابت ہونا بھی نہایت ضروری ہے، کہ امام دارقطنی خود تو اسے نہیں معلوم کر سکتے، ایسی کون سے روایت ہے جسے مدنظر رکھ کر انہوں نے یہ فرمایا ہے، لہٰذا جب تک وہ دلیل نہیں ملتی تب تک اسے تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

لیکن یہ اصولی جواب دینے کے بجائے امام دارقطنی سے اس قول کے راوی ہی پر برس پڑنا نہ تو انصاف ہے اور نہ ہی اس سے کوئی بات بننے والی ہے کیونکہ امام دارقطنی سے ان کا یہ قول نقل کرنے میں امام ابوعبدالرحمٰن السلمی منفرد نہیں بلکہ دو اور ثقہ رواۃ نے امام دارقطنی نے بعینہ یہی قول نقل کیا ہے۔ چنانچہ:

امام ابن عساکر نے کہا: أخبرنا أبو غالب و أبو عبد اللہ ابنا البنا أنبأنا أبو الحسین بن الآبنوسی عن أبی الحسن الدارقطنی و قرأت علی أبی غالب بن البنا عن أبی الفتح بن المحاملی أنبأنا أبو الحسن الدارقطنی قال: بسر بن أبی أرطأۃ ویقال ابن أرطأۃ أبو عبد الرحمٰن لہ صحبۃ و لم یکن لہ استقامۃ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

امام دارقطنی کے شاگرد ابوالفتح بن المحاملی اور أبو الحسین بن الآبنوسی کہتے ہیں کہ امام دارقطنی نے کہا: بسر بن ابی ارطاۃ، انہیں بسر بن ارطاۃ بھی کہا جاتا ہے، یہ نبی ﷺ کے صحابی رہے ہیں لیکن نبی ﷺ کے بعد ان کی استقامت برقرار نہ رہی۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر: ۱۰/ ۱۴۶، واسنادہ صحیح)

قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ امام ابن عساکر نے امام دارقطنی کے اس قول کو ان کے دو ثقہ شاگردوں سے نقل کیا ہے اور دونوں کی سند صحیح ہے۔

## پہلی سند کی تحقیق:

امام دارقطنی کے شاگرد أبو الحسین بن الآبنوسی کو امام ذہبی نے "الشیخ ، الثقہ" کہا ہے۔ (سیر أعلام النبلاء للذہبی: ۱۸/ ۸۵)

أبو الحسین بن الآبنوسی سے اس قول کو دو ثقہ رواۃ نے نقل کیا ہے۔

ایک ابوعبداللہ (یحیٰی بن الحَسَن ابن البناء) ہیں، یہ ثقہ ہیں امام ذہبی نے الشیخ، الامام، الصادق، العابد، الخیر، المتبع، الفقیہ کہا ہے۔ (سیر أعلام النبلاء للذہبی: ۲۰/۲)

ابن السمعانی نے:" کان شیخا صالحا حسن السیرۃ واسع الروایۃ حسن الأخلاق" کہا ہے"۔ (ذیل طبقات الحنابلۃ: ۱/ ۴۲۵)

دوسرے أبو غالب أحمد بن الحسن بن أحمد ابن البناء، ہیں امام ذہبی نے" الشیخ الصالح، الثقۃ" کہا ہے۔ (سیر أعلام النبلاء للذہبی: ۱۹/ ۲۰۳)

ان دونوں رواۃ سے امام ابن عساکر نے نقل کیا ہے جو مشہور ثقہ امام ہیں۔

## دوسری سند کی تحقیق:

امام دارقطنی کے دوسرے شاگرد أبو الفتح بن المحاملی بھی ثقہ ہیں، امام خطیب بغدادی نے "کتبت عنہ، و کان ثقۃ"۔ کہا ہے۔ (تاریخ بغداد، ت بشار: ۱۲/ ۳۶۳)

ان کے شاگرد (ابوغالب ابن البناء) کی توثیق اوپر پیش کی جا چکی ہے۔

اوران سے امام ابن عساکر نے نقل کیا ہے، جو مشہور ثقہ امام ہیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ بسر بن ارطاۃ سے متعلق امام دارقطنی کے مذکورہ قول کو صرف امام ابوعبدالرحمٰن السلمی نے ہی نقل نہیں کیا ہے بلکہ ان کے ساتھ امام دارقطنی کے دو اور ثقہ شاگردوں نے بھی امام دارقطنی سے یہی قول نقل کر رکھا ہے۔ لہٰذا اس قول کی روایت کی وجہ سے امام ابوعبدالرحمٰن السلمی پر طعن کرنا بے سود ہے۔

**بسر بن ارطاۃ رضی اللہ عنہ پر امام ابن معین کی جرح:**

اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ بسر بن ارطاۃ رضی اللہ کے معاملہ میں امام دارقطنی منفرد نہیں ہیں، بلکہ امام یحییٰ بن معین نے بھی بسر بن ارطاۃ رضی اللہ عنہ کے متعلق "رجل سوء" کے الفاظ کہے ہیں، امام ابن معین کے شاگرد عباس الدوری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

سمعت یحیی یقول: کان بسر بن أبی أرطاۃ رجل سوء.

میں نے امام یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا کہ: بسر بن ابی ارطاۃ برے آدمی تھے۔ (تاریخ ابن معین، روایۃ الدوری: ۴/۲۸۴)

ہمیں امام یحییٰ بن معین کے اس قول سے انتہائی ادب کے ساتھ اختلاف ہے، ہمیں یہ بھی تسلیم نہیں۔ کمالا یخفی۔ رحمہ اللہ تعالی وارضاہ۔

لہٰذا اس طرح بھی اس صحابی رضی اللہ عنہ سے یہ الزام ختم ہوجاتا ہے، لیکن مقالہ نگار نے امام دارقطنی کے مذکورہ قول کی آڑ میں امام ابوعبدالرحمٰن سلمی کو ہی اصل وجہ ضعف بناتے ہوئے اسے وضاع قرار دیا۔ (اگرچہ اس پر وضع کا یہ الزام موجود ہے، لیکن وہ مردود ہے، کما سیاتی) اور اس (سلمی) کے مدافع امام سبکی پر گمراہ صوفی کا فتویٰ داغ دیا، فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

یاد رہے، امام ابوعبدالرحمٰن السلمی احادیث کے ایک بڑے حصے کے راوی ہیں۔ جیسا کہ امام بیہقی وغیرہ کی کتب اس پر شاہد ہیں، اس کے علاوہ "سؤالات للدارقطنی" نیز امام نسائی کی کتاب "ذکر المدلسین" کے بھی بنیادی راوی ہیں، انکی یہ کتاب تحقیق کے ساتھ مطبوع ومتداول ہے۔

**امام ابوعبدالرحمٰن السلمی پر محمد بن یوسف القطان کی جرح:**

محترم قارئین! مجھے جتنے مصادر دستیاب ہو سکے ہیں، ان کے اعتبار سے دنیا میں امام ابوعبدالرحمٰن السلمی پر اساسی جرح صرف دو وارد ہیں، جنکے جارح محمد بن یوسف القطان النیسابوری ہیں، انکے علاوہ کسی ایک بھی محدث وامام نے ان پر جرح نہیں کی ہے، بلکہ ائمہ کی ایک جماعت اور انکے تلامذہ ان کی توثیق وتعریف اور دفاع کرتے نظر آتے ہیں۔

**امام ابوعبدالرحمٰن اپنے تلامذہ ودیگر معاصرین کی نظر میں:**

القطان کے سوا ان کے معاصرین میں سے ان پر کوئی جرح کرنے والا نظر نہیں آتا، مثلاً: امام حاکم، امام بیہقی، امام خلیلی، امام ابونعیم الاصبہانی، خطیب بغدادی، محدث خشاب، امام سبکی، رحمہم اللہ جمیعا۔ امام حاکم، امام بیہقی اور محدث خشاب تو اسکے تلامذہ ہیں۔ ائمہ جہابذہ، ائمہ نقد کی یہ عظیم جماعت اسکی تعدیل وتوثیق ودفاع کررہی ہے، جبکہ انکے مقابلہ میں محمد بن یوسف الگ کھڑے ہیں، جو سلمی پر جرح کرتے نظر آتے ہیں، اور اسے وضع حدیث سے متصف کرتے ہیں، کیا نیسابور وغیر نیسابور میں سلمی کے وضع حدیث کا عقدہ اسکے تلامذہ اس دور وما بعدہ کے محدثین پر نہیں کھل سکا، جو القطان پر کھلا ہے، خصوصاً علاقہ نیسابور تو کبار محدثین واہل فن کا گڑھ اور آمجگاہ رہا ہے، کیا وہ ان ائمہ جہابذہ سے زیادہ جرح ونقد کی صلاحیت رکھتے ہیں یا انہیں اس میں زیادہ مہارت تھی کہ جسکی وجہ سے وہ تو سلمی کی وضع حدیث کے راز کو بھانپ سکے لیکن دوسرے محدثین سے یہ راز مخفی رہا!!!

**محمد بن یوسف القطان کا جرح وتعدیل میں مقام:**

جبکہ صورتحال یہ ہے کہ محمد بن یوسف نہ اس پائے کہ ہیں کہ وہ جرح، تعدیل کرسکیں اور نہ ہی ہمیں سلمی کی جرح کے علاوہ اس سے کوئی اور قول جرحاً وتعدیلاً مل سکا ہے، کیا وہ صرف سلمی کی ہی تجریح کرنے آئے تھے، کیا جارح، ناقد، ائمہ کی یہ خصوصیات ہوتی ہیں کہ بس کسی ایک پر جرح کرنے سے وہ جارح وناقد بن جاتے ہیں، دوسری طرف ائمہ کرام کی وہ عظیم جماعت ہے جس پر امت اسلامیہ کو فخر وناز ہے، اسکے وہ سرخیل ہیں، انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، وہ واقعتاً جرح وتعدیل کے میدان کے شہسوار ہیں، جن کا کام ہی جرح وتعدیل تھا، لوگوں کو، روایت کو پرکھنا انکی میزات میں شامل تھا، انہیں پتہ نہیں چل سکا کہ سلمی وضاع بھی ہے، حدیث وضع کرتا ہے!!!

### امام عبدالرحمٰن السلمی اور تصوف:

ویسے تعجب کی انتہاء ہے کہ حقائق محمد بن یوسف القطان کے امام سلمی پر الزام کے برعکس ہیں، انہوں نے سلمی پر یہ الزام دیا کہ وہ صوفیوں کے لیے احادیث وضع کرتا ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ ہمارے مروجہ اور غلط صوفیاء کے نظریہ سے کوسوں دور ہیں، وہ تو ایسے گمراہ صوفیاء پر زبردست رد کرتے تھے انکے الفاظ ہیں: أَصْلُ التَّصَوُّفِ مُلَازَمَةُ الكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَتَرْكُ الأَهْوَاءِ وَالبِدَعِ، وَتَعْظِيمُ حُرُمَاتِ المَشَايِخِ، وَرُؤْيَةُ أَعْذَارِ الخَلْقِ، وَالدَّوَامُ عَلَى الأَوْرَادِ. (سیر اعلام النبلاء للذهبی: ۱۷/۲۴۹)

کہ اصل تصوف کتاب وسنت سے تمسک، خواہشات نفسانی اور بدعات کے ترک، مشائخ کے احترام، مخلوقات کی غلطیوں میں عذر کی تلاش اور ذکر واذکار پر مداومت کا نام ہے۔

اسی کے قریب قریب بات امام ابونعیم الاصبہانی نے بھی کہی ہے۔(حلیۃ الأولیاء: ۲/۲۵) میں انکے الفاظ ہیں: وَهُوَ أَحَدُ مَنْ لَقِينَاهُ وَمِمَّنْ لَهُ الْعِنَايَةُ التَّامَةُ بِتَوْطِئَةِ مَذْهَبِ الْمُتَصَوِّفَةِ وَتَهْذِيبِهِ عَلَى مَا بَيَّنَهُ الْأَوَائِلُ مِنَ السَّلَفِ مُقْتَدٍ بِسِيمَتِهِمْ، مُلَازِمٌ لِطَرِيقَتِهِمْ مُتَّبِعٌ لِآثَارِهِمْ مُفَارِقٌ لِمَا يُؤْثَرُ عَنِ الْمُتَخَرِّمِينَ الْمُتَهَوِّسِينَ، مِنْ جُهَّالِ هَذِهِ الطَّائِفَةِ مُنْكِرٌ عَلَيْهِمْ إِذْ حَقِيقَةُ هَذَا الْمَذْهَبِ عِنْدَهُ مُتَابَعَةُ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا بَلَّغَ وَشَرَعَ وَأَشَارَ إِلَيْهِ وَصَدَعَ۔

امام ابونعیم بھی صراحت کر رہے ہیں کہ وہ اسلاف کے منہج پر چلنے والے ہیں، متبع للسنہ اور آپ ﷺ کی بیان کردہ شریعت کو ماننے والے ہیں، بلکہ یہ بھی کہا کہ وہ تو گمراہ صوفیوں پر رد کرتے تھے، کہ اصل تصوف قرآن مجید اور سنت رسول ہی ہے، جس پر اوائل سلف صالحین تھے، اب بتائیں کہ جو شخص کتاب وسنت کا متمسک، بدعات وخرافات کی تردید کرنے والا، اور مذکورہ تمام باتوں کا قائل ہو تو کیا ایسے شخص کے متعلق سوچا جاسکتا ہے کہ وہ گمراہ صوفیاء، اور مبتدعین ومخالفین قرآن وسنت کی تائید میں احادیث وضع کریگا، اور کیا ایسے متبع للسنہ کو چھپا ہوا رستم و باطنی قرار دیا جاسکتا ہے؟؟

سوائے اس کے کہ امام حاکم، امام خلیلی، امام بیہقی، امام ابونعیم، محدث خشاب، خطیب بغدادی، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، حافظ ذہبی اور امام سبکی جیسی عظیم جماعت کے اقوال بالائے طاق رکھ کر محمد بن یوسف کے قول سے حجت پکڑتے ہوئے یہ کہا جائے کہ نہیں، سلمی اپنے اس قول میں جھوٹا ہے، وہ کذاب ووضاع ہی ہے، فانا للہ وانا الیہ راجعون، والی اللہ المشتکی۔

محترم قارئین! اب یہ پوری حقیقت آپکے سامنے ہے، ائمہ جہابذہ کے نزدیک وہ عادل وثقہ ہے، جیسا کہ آگے انکے اقوال سے اسکی وضاحت ہوگی۔

جاری ہے-----------

****

*

## تحقیق وتخریج

## کیا نہار منہ پانی پینا نقصان دہ ہے؟

حافظ اکبر علی اختر علی سلفی

الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ، امابعد:

**محترم قارئین!** سوشل میڈیا پر یہ روایت گردش کر رہی ہے: "مَنْ شَرِبَ الْمَاءَ عَلَى الرِّيقِ، انْتَقَصَتْ قُوَّتُهُ"۔ جس سے بعض حضرات نے یہ سمجھا کہ نہار منہ پانی پینا نقصان دہ ہے جبکہ روایت ہذا کا حال یہ ہے کہ یہ ثابت ہی نہیں ہے۔

**تفصیل پیش خدمت ہے:**

روایت ہذا دو صحابہ کرام سے مروی ہے:

(۱) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ۔

(۲) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔

**(۱) سیدنا ابو سعید سعد بن مالک الخدری رضی اللہ عنہ کی روایت:**

۞ امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۶۰ھ) فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خُنَيْسٍ الدِّمْيَاطِيُّ، قَالَ: نَا مُحَمَّدُ بْنُ مَخْلَدٍ الرُّعَيْنِيُّ، قَالَ: نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ شَرِبَ الْمَاءَ عَلَى الرِّيقِ، انْتَقَصَتْ قُوَّتُهُ"۔

(قال الطبرانی): "لَمْ يَرْوِ هٰذِهِ الْأَحَادِيثَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ إِلَّا ابْنُهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، تَفَرَّدَ بِهَا: أَبُو أَسْلَمَ"۔

**(تخریج)** المعجم الأوسط بتحقیق طارق و عبد المحسن: ۵/ ۱۵، ح: ۴۶۴۶۔

**(ترجمہ)** سیدنا ابوسعید سعد بن مالک الخدری رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص نہار منہ پانی پیئے گا، اس کی قوت گھٹ جائے گی۔

(امام طبرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں): ان تمام احادیث کو زید بن اسلم سے صرف ان کے بیٹے عبدالرحمٰن نے روایت کیا ہے۔ اور ابواسلم ان احادیث کو بیان کرنے میں منفرد ہے۔

**(حکم حدیث)** "هٰذا حديث منكر و اسناده واه"۔

"یہ حدیث منکر ہے اور اس کی سند سخت ضعیف ہے"۔

۞ علامہ البانی رحمہ اللہ: "ضعيف جدا"۔ (الضعیفة: ۱۳/ ۶۹، ت: ۶۰۳۲)

**(سبب)** روایت ہذا میں تین علتیں ہیں:

(۱) عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خُنَيْسٍ الدِّمْيَاطِيُّ: یہ مجہول الحال راوی ہیں۔

ان سے تین سے زیادہ ثقہ راویوں نے روایت کیا ہے، لیکن ان کی بابت جرح وتعدیل کا کوئی بھی کلمہ مجھے نہیں مل سکا۔

ان کے ترجمہ کے لئے دیکھیں:

۞ الإكمال في رفع الارتياب: ۲/ ۳۴۱، الناشر: دار الكتب العلمية-بيروت-لبنان۔

۞ تاريخ دمشق بتحقيق عمرو بن غرامة العمروي: ۳۸/ ۱۰۰، ت: ۴۴۸۳۔

۞ إرشاد القاصي والداني إلى تراجم شيوخ الطبراني، ص: ۴۱۱، ت: ۶۳۹۔

(۲) أَبُو أَسْلَمَ مُحَمَّدُ بْنُ مَخْلَدٍ الرُّعَيْنِيُّ: یہ متروک، منکر الحدیث اور باطل روایتیں بیان کرنے والا راوی ہے۔

ائمہ کرام کے اقوال پیش خدمت ہیں:

۞ امام ابواحمد بن عدی الجرجانی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۶۵ھ): "يحدث عن مالك وغيره بالبواطيل... وهو منكر الحديث عن كل من يروي عنه"۔ "اس نے امام مالک وغیرہ سے باطل چیزیں بیان کی ہیں۔۔ یہ منکر الحدیث ہے ہر اس شخص سے روایت کرنے میں، جس نے اس سے روایت کیا ہے"۔ (الكامل في ضعفاء الرجال بتحقيق عادل و علی: ۷/ ۵۰۳، ت: ۱۷۳۴)

۞ امام ابوالحسن علی بن عمر البغدادی الدارقطنی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۸۵ھ): "متروك الحديث" (لسان المیزان للحافظ بتحقیق ابی غدة: ۷/ ۴۹۶، ت: ۷۳۹۰، وقد نقله المؤلف من كتابه)

۞ امام ابوالفضل محمد بن طاہر المقدسی، المعروف بابن القیسرانی رحمہ اللہ (المتوفی: ۵۰۷ھ): "يروي البواطيل عَن الْمَشَاهِير"۔ "اس نے مشہور لوگوں سے باطل روایتیں بیان کی ہیں"۔ (ذخيرة الحفاظ بتحقيق عبد الرحمٰن الفريوائي: ۱/ ۴۷۷، تحت الحديث: ۶۸۳)

۞ امام ابوالحسن نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۰۷): "وَهُوَ ضَعِيفٌ"۔ "یہ ضعیف ہے"۔ (مجمع الزوائد بتحقيق حسام الدين القدسي: ۵/ ۸۶، ح: ۸۲۹۲)

(۳) عَبدُ الرَّحمٰنِ بنُ زَیدِ بنِ أَسلَمَ : یہ ضعیف راوی ہے۔

ائمہ کرام کے اقوال پیش خدمت ہیں:

۞ امام ابن معین رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۳۳ھ): "لیس حدیثه بشيء، ضعیف"۔ "اس کی حدیث کچھ نہیں ہے۔ (یہ) ضعیف ہے"۔ (الجرح و التعدیل لابن ابی حاتم بتحقیق المعلمی :۲۳۳/۵، ت:۱۱۰۷ واسنادہ صحیح)

۞ امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۷۷ھ): "لیس بقوي الحدیث، کان في نفسه صالحا ،وفي الحدیث واهیا، ضعفه علي (یعني) ابن المدیني جدا"۔ "یہ قوی الحدیث نہیں ہے۔ فی نفسہ نیک تھا اور حدیث میں سخت ضعیف تھا۔ امام ابن المدینی رحمہ اللہ نے اسے سخت ضعیف قرار دیا ہے"۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم بتحقیق المعلمی : ۵/ ۲۳۳۔۲۳۴، ت:۱۱۰۷)

۞ امام ابوزرعہ الرازی رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۶۴ھ): "ضعیف الحدیث"۔ (الجرح والتعدیل بتحقیق المعلمی: ۵/ ۲۳۴، ت:۱۱۰۷)

تفصیل کے لئے دیکھیں: (تهذیب الکمال بتحقیق الدکتور بشار عواد: ۱۱۴/۱۷، ت:۳۸۲۰)

**(۲) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت:**

۞ امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۶۰ھ) فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ أَبِي غَسَّانَ، ثَنَا أَبُو نُعَیمٍ عَبدُ الأَوَّلِ المُعَلِّمُ، ثَنَا أَبُو أُمَیَّةَ الأَیلِيُّ، عَن زُفَرِ بنِ وَاصِلٍ، عَن أَبِي سَلَمَةَ، عَن أَبِي هُرَیرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ: ..."وَمَن شَرِبَ المَاءَ عَلَی الرِّیقِ ،انتَقَصَت قُوَّتُه..."۔

(قال الطبرانی:) "لَا یُروَی هٰذَا الحَدِیثُ عَن رَسُولِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بِهٰذَا الإِسنَادِ، تَفَرَّدَ بِهِ عَبدُ الأَوَّلِ المُعَلِّمُ"۔

**(تخریج)** المعجم الأوسط بتحقیق طارق و عبد المحسن: ۳۳۴/۶، ح:۶۵۵۷، وفیه خطأ۔

**(ترجمہ)** سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص نہار منہ پانی پیئے گا، اس کی قوت گھٹ جائے گی۔

(امام طبرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں): یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے صرف اسی سند کے ساتھ روایت کی جاتی ہے۔ عبدالاول المعلم اس روایت کو بیان کرنے میں منفرد ہے۔

**(حکم حدیث)** "هذا حدیث منکر واسناده مظلم"۔ "یہ حدیث منکر ہے اور اس کی سند تاریک ہے"۔

۞ امام ابوجعفر محمد بن عمرو العقیلی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۲۲ھ): "الحَدِیثُ مُنكَرٌ"۔ "حدیث منکر ہے"۔ (فی کتاب الضعفاء الکبیر بتحقیق عبدالمعطی: ۳۱۶/۳، ت:۱۳۳۲)

۞ امام ابو القاسم علی بن الحسن، المعروف بابن عساکر رحمہ اللہ (المتوفی: ۵۷۱ھ): "غریب الإسناد والمتن"۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر بتحقیق عمرو بن غرامة العمروي: ۴۵۶/۲۴، ت:۲۹۵۷)

**(سبب)** روایت ہذا میں تین علتیں ہیں:

(۱) أَبُو نُعَیمٍ عَبدُ الأَوَّلِ بنُ إِسمَاعِیلَ المُرَادِيُّ المُعَلِّمُ: راقم کو اس کا ترجمہ نہیں مل سکا۔

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ولم أعرفه، ویحتمل أنه الذي في "ثقات ابن حبان" (۴۲۵/۸): "عبد الأول بن حکیم الحلبي، یروي عن مسرة بن معبد اللخمي... روی عنه سعید بن واقد الحمراني". ذکره فیمن روی عن أتباع التابعین. وهذا من هذه الطبقة. والله تعالی أعلم"۔ "میں

اس کو نہیں جانتا ہوں اور احتمال ہے کہ یہ عبد الاول بن حکیم الحلبی ہو جس کو امام ابن حبان نے کتاب الثقات میں نقل کیا ہے، جو مسرۃ سے روایت کرتا ہے اور سعید الحمرانی اس سے روایت کرتے ہیں۔ اس کو انہوں نے ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جو تبع تابعین سے روایت کرنے والے ہیں اور یہ اسی طبقہ میں سے ہے۔ واللہ اعلم"۔(سلسلة الأحاديث الضعيفة:۱۳/ ۷۰، ح:۶۰۳۲)

راقم با ادب عرض کرتا ہے کہ الضعفاء الکبیر (**بتحقیق عبد المعطي:۳/ ۱۶ ۳، ت:۱۳۳۲**) میں یہ صراحت ہے کہ عبد الاول یہ "**عبد الأول بن إسماعيل المرادي**" ہے۔ و **الحمدللہ علی ذالک.**

شیخ عبد القدوس حفظہ اللہ فرماتے ہیں: "**لم اجده**"۔ "میں اس کا ترجمہ نہیں پا سکا"۔(فی تحقیق مجمع البحرین: ۷/ ۱۱۶، ح:۴۱۴۸)

**(۲) أَبُو أُمَيَّةَ عُمَارَةُ بْنُ عَمَّارٍ الْأَيْلِيُّ: یہ غیر معروف راوی ہے۔**

۞ امام شمس الدین الذہبی رحمہ اللہ (المتوفی:۷۴۸ھ): "**لا يعرف**"۔(ميزان الاعتدال في نقد الرجال بتحقيق البجاوى :۳/ ۱۷۷، ت:۶۰۳۴)

**(۳) زُفَرِ بْنِ وَاصِلٍ: یہ مجہول راوی ہے۔**

۞ امام ابو جعفر محمد بن عمرو العقیلی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۲۲ھ): "**مجهول**"۔(كتاب الضعفاء الكبير بتحقيق عبد المعطي:۳/ ۳۱۶، ت:۱۳۳۲)

۞ امام شمس الدین الذہبی رحمہ اللہ (المتوفی:۷۴۸ھ) : "**لا يعرف**"۔(ميزان الاعتدال في نقد الرجال بتحقيق البجاوى :۳/ ۱۷۷، ت:۶۰۳۴)

**۞ اب چند باتیں بطور فائدہ پیش خدمت ہیں:**

**(فائدہ نمبر:۱)** مذکورہ روایت تاریخ دمشق لابن عساکر میں یوں ہے: "**ومن شرب الماء على الريق، ذهب بنصف قوته**"۔ "جو شخص نہار منہ پانی پیئے گا، اس کی آدھی قوت ختم ہو جائے گی"۔

**(فائدہ نمبر:۲)** مذکورہ روایت الضعفاء الکبیر للعقیلی میں بھی ہے لیکن اس میں صرف حدیث کے شروع کے تین جملے ہیں اور بقیہ حدیث: "**مَنْ شَرِبَ الْمَاءَ عَلَى الرِّيقِ، انْتَقَصَتْ قُوَّتُهُ وَمَنْ كَثُرَ كَلَامُهُ كَثُرَ سَقْطُهُ، وَمَنْ كَثُرَ سَقْطُهُ كَثُرَتْ خَطَايَاهُ، وَمَنْ كَثُرَتْ خَطَايَاهُ كَانَتِ النَّارُ أَوْلَى بِهِ**"۔ نہیں ہے۔

**(فائدہ نمبر:۳)** نہار منہ پانی پینے کے نقصانات سے متعلق ایک روایت اور مروی ہے۔ وہ اس طرح ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**شُرْبُ الْمَاءِ عَلَى الرِّيقِ، يَعْقِدُ الشَّحْمَ**"۔ "نہار منہ پانی پینا، چربی کو سخت کرتا ہے"۔(المتفق والمفترق للخطيب البغدادي بتحقيق محمد صادق:۳/ ۱۷۲۴، ت:۱۰۹۹)

لیکن یہ روایت **موضوع** ہے کیونکہ اس کی سند میں "**عاصم بن سليمان، أبو شعيب التميمي**" ہے جو کہ کذاب ووضاع راوی ہے۔

دیکھیں: (ميزان الاعتدال في نقد الرجال بتحقيق البجاوى :۲/ ۳۵۱، ت:۴۰۴۷)

**(فائدہ نمبر:۴)** نہار منہ شہد پینے سے متعلق ایک روایت مروی ہے۔ وہ اس طرح ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**من شرب العسل ثلاثة أيام في كل شهر على الريق، عوفي من الداء الأكبر، الفالج والجذام والبرص**"۔ "جس نے ہر ماہ تین دن نہار منہ شہد پیا تو وہ بڑی بیماریوں: فالج، کوڑھ پن اور برص، سے نجات پا جائے گا"۔(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة:۲/ ۱۸۴، ح:۷۶۳)

لیکن یہ روایت **بھی موضوع** ہے کیونکہ اس کی سند میں "**علي بن عروة القرشي الدمشقي**" ہے جو کہ متروک، منکر الحدیث

اوروضاع راوی ہے ۔دیکھیں : (ميزان الاعتدال في نقد الرجال بتحقيق البجاوی:۱۴۵/۳،ت:۵۸۹۱)

**(فائده نمبر:۵)** عرق النساء کا علاج بتاتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"شِفَاءُ عِرْقِ النَّسَا، أَلْيَةُ شَاةٍ أَعْرَابِيَّةٍ تُذَابُ، ثُمَّ تُجَزَّأُ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ، ثُمَّ يُشْرَبُ عَلَى الرِّيقِ، فِي كُلِّ يَوْمٍ جُزْءٌ"۔ "عرق النساء کا علاج یہ ہے کہ دیہاتی بھیڑ (یا دیہاتی دنبے) کی چکتی کو لے کر پگھلا لیا جائے، پھر اس کے تین حصے کر لئے جائیں، پھر روزانہ ایک حصہ نہار منہ پی لیا جائے"۔(سنن ابن ماجہ بتحقیق الارنوؤط ورفقائہ:۵۱۷/۴، ح:۳۴۶۳،وصححہ الالبانی والارنوؤط)

نیز دیکھیں : (زاد المعاد في هدي خير العباد:۶۵/۴-الناشر: مؤسسة الرسالة،بيروت)

نہار منہ عجوہ کھجور کھانے کا فائدہ بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا :"إِنَّ فِي عَجْوَةِ الْعَالِيَةِ شِفَاءً - أَوْ إِنَّهَا تِرْيَاقٌ ، أَوَّلَ الْبُكْرَةِ (عَلَى الرِّيقِ)"۔ "(مدینہ کے) بالائی حصہ کی عجوہ کھجوروں میں شفاء ہے یا نہار منہ صبح کے اول وقت میں (ان کا استعمال ) تریاق ہے"۔(صحیح مسلم:۲۰۴۸،و مسند احمد بتحقيق الارنوؤط ورفقائہ:۳۲/۴۱،ح:۲۴۴۸۴، و الزیادۃ لہ وقال المحقق:إسنادہ صحیح علی شرط الشیخین)

نیز ایک دوسرا فائدہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:"مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً (مِنْ بَيْنَ لابَتَيِ الْمَدِينَةِ عَلَى الرِّيقِ)، لَمْ يَضُرَّهُ فِي ذَالِكَ الْيَوْمِ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ"۔ "جس نے ہر دن ، نہار منہ ، صبح سویرے مدینے کے دونوں حروں (کالے پتھروں والی زمین۔مدینہ کے مشرقی اور مغربی طرف ایسی زمین ہے جنہیں مشرقی اور مغربی حرہ کہا جاتا ہے۔) کے درمیان میں سے سات (۷) عجوہ کھجوریں کھائیں تو اس کو اس دن جادو اور زہر نقصان نہیں کرے گا"۔( صحيح البخاری: ۵۴۴۵،واللفظ له و صحيح مسلم:۲۰۴۷،و مسند احمد بتحقيق الارنوؤط ورفقائہ:۵۲/۳،ح:۱۴۴۲،والزيادة له)

نیز دیکھیں : كتاب الدعاء للطبراني بتحقيق محمد سعيد البخاری،ص:۴۲۲،ح:۱۳۳۴۔(وفيه قال النبی ﷺ : مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُوعِيَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ حِفْظَ الْقُرْآنِ وَحِفْظَ أَصْنَافِ الْعِلْمِ فَلْيَكْتُبْ هٰذَا الدُّعَاءَ فِي إِنَاءٍ نَظِيفٍ أَوْ فِي صَحْفَةِ قَوَارِيرَ بِعَسَلٍ وَزَعْفَرَانٍ وَمَاءِ مَطَرٍ وَيَشْرَبُهُ عَلَى الرِّيقِ....وقال المحقق : اسناده ضعيف جدا وفيه مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الصَّنْعَانِيُّ وهو منكر الحديث و رواياته باطلة)

۞ اب چند باتیں بطور تنبیہ پیش خدمت ہیں :

**(تنبیہ نمبر : ۱)** تاریخ دمشق لابن عساکر میں :"وصم بن واصل، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة" ہے۔ جبکہ صحیح "زُفَرِ بْنِ وَاصِلٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ" ہے۔

**(تنبیہ نمبر : ۲)** المعجم الاوسط للطبرانی میں:"انْتَقَضَتْ قُوَّتُهُ" ہے۔جبکہ صحیح:"انْتَقَصَتْ قُوَّتُه" ہے۔

**(خلاصة التحقيق)** نہار منہ پانی پینے کے نقصان دہ ہونے سے متعلق جو روایتیں مروی ہیں وہ سب کی سب سخت ضعیف ہیں ۔ اس کے برعکس فائدہ نمبر (۵) کے تحت جو تینوں حدیثیں ذکر کی گئی ہیں،ان سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نہار منہ فلاں چیز کھانے یا پینے سے فلاں فلاں فائدہ ہوتا ہے۔ والحمدللہ علی ذالک۔

بسا اوقات ڈاکٹروں اور بزرگوں کی زبانی یہ بات سننے میں آئی ہے کہ نہار منہ پانی پینے یا فلاں چیز کھانے سے فلاں فلاں فائدہ ہوتا ہے لیکن نقصانات کے بارے میں کبھی کوئی بات سننے میں نہیں آئی۔واللہ اعلم بالصواب۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمين.

***

*

تحقیق وتخریج

# جمعہ کے دن ناخن تراشنے کی فضیلت میں وارد احادیث کی تحقیق

حافظ اکبر علی اختر علی سلفی

الحمد للہ وحدہ، والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ، اما بعد:

**محترم قارئین!** ناخن کاٹنا، انبیاء کرام کی سنت میں سے ہے۔ (صحیح البخاری:۵۸۸۹،وصحیح مسلم:۲۵۷)اور نبی کریم ﷺ نے اس کی بابت یہ ہدایت فرمائی کہ چالیس (۴۰) دن سے زیادہ اسے نا چھوڑا جائے (یعنی چالیس دن کے اندر ہی اسے کاٹ لیا جائے)۔ (صحیح مسلم:۲۵۸)لیکن آپ ﷺ نے اس کی بابت کسی دن کی کوئی تعیین نہیں کی اور نہ ہی کسی صحیح یا حسن سند کے ساتھ یہ بات ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے کسی دن کی بابت یہ کہا ہو کہ فلاں فلاں دن اگر کوئی ناخن کاٹے گا تو اللہ اسے فلاں فلاں چیز عطا کرے گا۔

ہاں! کتب احادیث میں چند روایتیں ایسی ملتی ہیں جن میں اس بات کا ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ فلاں دن اگر کوئی ناخن کاٹے گا تو اس کو فلاں چیز دی جائے گی۔ اگر فلاں دن کاٹے گا تو وہ فلاں فلاں چیزوں سے محفوظ ہو جائے گا۔ اگر فلاں دن کاٹے گا تو اللہ اس کو فلاں چیز سے بچا لے گا۔ وغیرہ۔

انہیں میں سے ایک جمعہ کا دن ہے جس کی بابت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی جمعہ کے دن ناخن کاٹتا ہے تو اللہ:

(۱) اس کی بیماری کو ختم کر کے، اسے شفاء عطا کرے گا۔ (۲) اس کے گناہوں کو معاف کر کے، اس پر رحمت نازل کرے گا۔ (۳) اس کو اگلے جمعہ تک مشکلات ومصائب سے بچا لے گا۔ وغیرہ

تو اس کی بابت عرض ہے کہ-میرے علم کی حد تک-جمعہ کے دن ناخن تراشنے کی فضیلت میں جتنی بھی احادیث وارد ہیں وہ سب کی سب موضوع اور سخت ضعیف ہیں۔

**تفصیل پیش خدمت ہے:**

جمعہ کے دن ناخن تراشنے کی فضیلت میں چار (۴) صحابہ کرام اور ایک (۱) تابعی سے (مرسلاً) روایتیں مروی ہیں:

(۱) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

(۲) سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ۔

(۳) سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔

(۴) سیدہ عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا۔

(۵) امام محمد بن مسلم بن شہاب الزہری رحمہ اللہ۔

**(۱) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت:**

۞ امام ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن الجوزی رحمہ اللہ (المتوفی: ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں: أَنبأَنَا الْمُبَارَكُ بْنُ عَلِيٍّ الصَّدَفِيُّ، أَنبأَنَا سَعْدُ اللهِ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَيُّوبَ، أَنبأَنَا هناد ابن إبراهيم، أَنبأَنَا إِسمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْبُخَارِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ بْنِ خَلَفٍ، حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ حَفْصٍ السَّمَرْقَنْدِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ شِبْلٍ، أَنبأَنَا الْفَضْلُ بْنُ خَالِدٍ النَّحْوِيُّ، عَنْ أَبِي عِصْمَةَ نُوحِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ قَلَّمَ أَظْفَارَهُ يَوْمَ السَّبْتِ خَرَجَ مِنْهُ الدَّاءُ وَدَخَلَ فِيهِ الشِّفَاءُ، وَمَنْ قَلَّمَ أَظْفَارَهُ يَوْمَ الأَحَدِ خَرَجَتْ مِنْهُ الْفَاقَةُ وَدَخَلَ فِيهِ الْغِنَى، وَمَنْ قَلَّمَ أَظْفَارَهُ يَوْمَ

الاثْنَيْنِ خَرَجَتْ مِنْهُ الْعِلَّةُ وَدَخَلَتْ فِيهِ الصِّحَّةُ، وَمَنْ قَلَّمَ أَظْفَارَهُ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ خَرَجَ مِنْهُ الْبَرَصُ وَدَخَلَ فِيهِ الْعَافِيَةُ، وَمَنْ قَلَّمَ أَظْفَارَهُ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ خَرَجَ الْوِسْوَاسُ وَالْخَوْفُ وَدَخَلَ فِيهِ الْأَمْنُ وَالصِّحَّةُ، وَمَنْ قَلَّمَ أَظْفَارَهُ يَوْمَ الْخَمِيسِ خَرَجَ مِنْهُ الْجُذَامُ وَدَخَلَ فِيهِ الْعَافِيَةُ، وَمَنْ قَلَّمَ أَظْفَارَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ دَخَلَتْ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَخَرَجَ مِنْهُ الذُّنُوبُ"۔

**(ترجمہ)** سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے ناخن سنیچر کے دن کاٹے تو اللہ اس شخص سے بیماری کو نکال کر شفاء داخل کر دے گا اور جس نے اتوار کے دن اپنے ناخن کاٹے تو اللہ اسے فقر وفاقہ سے نکال کر مالدار بنا دے گا اور جس نے سوموار کے دن اپنے ناخون کاٹے تو اللہ اس سے علالت کو نکال کر صحت مندی میں داخل کر دے گا اور جس نے منگلوار کو اپنے ناخن کاٹے تو اللہ اسے برص کی بیماری سے نجات دے کر عافیت عطا کرے گا اور جس نے بدھ کے دن اپنے ناخن کاٹے تو اللہ اس سے وسوسہ اور خوف کو نکال کر، اس میں امن وامان اور صحت داخل کر دے گا اور جس نے جمعرات کو اپنے ناخن کاٹے تو اللہ تعالیٰ اسے جذام (کوڑھ پن) کی بیماری سے نجات دے کر عافیت بخشے گا اور جس نے جمعہ کے دن اپنے ناخن کاٹے تو اللہ اسے گناہوں سے پاک کر کے اس پر رحمت نازل کرے گا۔

**(تخریج)** الموضوعات بتحقیق عبدالرحمن محمد عثمان: ۳/۵۳۔

**(حکم حدیث)** "ھذا حدیث موضوع بلا ریب"۔ "یہ حدیث بلا شبہ موضوع ہے"۔

۞ امام ابو الفرج عبدالرحمن بن علی بن الجوزی رحمہ اللہ (المتوفی:۵۹۷ھ): "هٰذَا حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ من أقبح الموضوعات وأبردها"۔ "یہ رسول اللہ ﷺ پر گھڑی ہوئی حدیث ہے اور انتہائی بدتر درجے کی موضوع روایت ہے"۔

۞ امام محمد بن احمد الذہبی رحمہ اللہ (المتوفی:۷۴۸ھ): "سَنَدُه ظُلمَةٌ إِلٰى نوح بن أبي مَرْيَم"۔ "اس کی سند نوح بن ابی مریم تک تاریک ہے"۔ (تلخیص كتاب الموضوعات بتحقیق أبو تمیم یاسر، ص:۲۶۶، ح:۷۰۸)

۞ امام محمد بن طاہر الہندی رحمہ اللہ (المتوفی:۹۸۶ھ): "مَوْضُوعٌ"۔ (تذکرۃ الموضوعات، ص:۱۶۰)

**(موضوع ہونے کی وجہ)** روایت ہذا کی سند میں "ابو عصمۃ نوح بن ابی مریم المروزی" ہے جو کہ متروک، کذاب اور وضاع راوی ہے۔

**ائمہ کرام کے اقوال پیش خدمت ہیں:**

۞ امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفی:۲۵۶ھ): "ذَاهِبُ الْحَدِيثِ جِدًّا"۔ (التاريخ الكبير بحواشي محمود خليل: ۸/۱۱۱، ت:۲۲۸۳) "قَالَ ابن المُبارك لوَكِيع: عِنْدَنَا شَيْخٌ، وهو أَبو عِصمَة، نُوح بن أَبي مَريَم، يَضَعُ كما يَضَعُ مُعَلَّى"۔ "امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے امام وکیع سے کہا: ہمارے ہاں ایک شیخ ہے اور وہ ابو عصمہ نوح بن ابی مریم ہے۔ وہ حدیث گھڑتا ہے جیسا کہ معلّی حدیث گھڑتا ہے"۔ (المصدر السابق: ۷/۳۹۶، ت:۱۷۲۷)

۞ امام محمد بن ادریس الرازی رحمہ اللہ (المتوفی:۲۷۷ھ): "متروك الحديث"۔ (الجرح والتعديل لابن ابی حاتم بتحقیق المعلمی: ۸/۴۸۴، ت:۲۲۱۰)

۞ امام ابو یحییٰ زکریا بن یحییٰ الساجی رحمہ اللہ (المتوفی:۳۰۷ھ): "متروك الحديث، عنده أحاديث بواطيل"۔ "متروک الحدیث ہے۔ اس کے پاس باطل حدیثیں بھی ہیں"۔ (إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمغلطائی بتحقیق عادل واسامة: ۱۲/۹۷، ت:۴۸۸۵)

۞ امام ابو حاتم محمد بن حبان البستی، المعروف بابن حبان رحمہ اللہ (المتوفی:۳۵۴ھ): "وَكَانَ مِمَّن يقلب الْأَسَانِيد ويروي عَن الثِّقَات مَا لَيْسَ من حَدِيث الْأَثْبَات، لَا يجوز الِاحْتِجَاج بِهِ بِحَال"۔ "یہ اسانید کو الٹ پلٹ دیتا تھا اور یہ ثقات سے ایسی

حدیثیں روایت کرتا تھا جو اثبات کی حدیثوں میں سے نہیں ہوتی تھیں۔ اس سے کسی بھی صورت میں احتجاج کرنا جائز نہیں ہے"۔ (المجروحين بتحقيق محمود إبراهيم: ۳/۴۸،ت:۱۱۰۳)

۞ امام ابوالحسن علی بن عمر البغدادی الدارقطنی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۸۵ھ): "وَهُوَ ضَعِيفُ الْحَدِيثِ مَتْرُوكٌ"۔ "یہ ضعیف الحدیث، متروک الحدیث ہے"۔ (سنن الدارقطني بتحقيق الارنووط ورفقائه: ۲/۳۲۱، ح:۱۶۰۵)

۞ امام ابونعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۳۰ھ): "كَانَ جَامعا فِي الْخَطَأ وَالْكذب لَا شَيْء"۔ "یہ خطا اور جھوٹ کا جامع ہے، یہ کچھ نہیں ہے"۔ (الضعفاء بتحقيق فاروق حمادة، ص: ۱۵۱، ت: ۴۹)

۞ امام شمس الدین محمد بن احمد الذہبی رحمہ اللہ (المتوفی: ۷۴۸ھ): "سَاقِط"۔ (تلخيص كتاب الموضوعات بتحقيق أبو تميم ياسر، ص: ۱۶۹، ح: ۳۷۲) "تَرَكُوهُ"۔ "محدثین نے اسے ترک کر دیا ہے"۔ (المصدر السابق، ص: ۲۴۲، ح: ۶۲۴) "مُتَّهم" (المصدر السابق، ص: ۲۶۶، ح: ۷۰۸)

۞ امام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۵۲ھ): "كذبوه في الحديث"۔ "محدثین نے اسے حدیث میں جھوٹا قرار دیا ہے"۔ (تقريب التهذيب بتحقيق محمد عوامة، ص ۵۶۷، ت: ۷۲۱۰)

مزید اقوال کے لئے دیکھیں: تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي بتحقيق بشار عواد: ۳۰/۵۶، ت: ۶۴۹۵ وغیرہ۔

اس پر مزید یہ کہ: (۱) اسماعیل بن محمد بن علی البخاری۔ (۲) محمد بن نصر بن خلف۔ (۳) سیف بن حفص السمر قندی۔ ان تینوں کا ترجمہ مجھے نہیں مل سکا۔ واللہ اعلم۔

(۴) حسن بن شبل کو امام محمد الذہبی رحمہ اللہ نے مجہول کہا ہے۔ دیکھیں: (ميزان الاعتدال بتحقيق البجاوي: ۱/۴۹۵، ت: ۱۸۶۳)

اگر یہ الکرمانی البخاری ہے تو کذاب اور وضاع ہے۔ دیکھیں: (ميزان الاعتدال بتحقيق البجاوي: ۱/۴۹۴، ت: ۱۸۶۲)

**(۲) سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت:**

امام ابونعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۳۰ھ) فرماتے ہیں: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْمُذَكِّرِ، ثنا أَبُو مُحَمَّدٍ جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْقَطَّانُ، ثنا أَبِي، ثنا أَبُو دَاوُدَ، ثنا طَلْحَةُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ قَلَّمَ أَظَافِيرَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، أَخْرَجَ اللهُ مِنْهُ كُلَّ دَاءٍ، وَأَدْخَلَ مَكَانَهُ الشِّفَاءَ وَالرَّحْمَةَ"۔

(ترجمہ) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے اپنے ناخن کاٹے، اللہ اس سے ہر بیماری کو دور فرمادے گا اور اس کے بدلے شفاء اور رحمت داخل کر دیگا۔

(تخریج) تاريخ أصبهان بتحقيق سيد كسروي حسن: ۱/۲۹۷، ت: ۵۰۸۔

(حکم حدیث) "اسناده واه مظلم"۔ "اس کی سند سخت ضعیف اور تاریک ہے"۔

۞ علامہ البانی رحمہ اللہ: "ضعيف جدا"۔ "سخت ضعیف ہے"۔ (الضعيفة: ۵/۳۶، ح: ۲۰۲۱)

(سبب) روایت ہذا کی سند میں چار علتیں ہیں:

**(۱) ابومسلم عبد الرحمٰن بن محمد الاصبہانی المذکر: اس کی بابت جرح وتعدیل کا کوئی کلمہ نہیں مل سکا۔**

اس کے ترجمے کے لئے دیکھیں: ۞ تاريخ أصبهان بتحقيق سيد كسروي حسن: ۲/۸۳، ت: ۱۱۵۹۔

۞ تاريخ الإسلام وَوَفيات المشاهير وَالأعلام للذهبی بتحقيق بشار عواد: ۷/۸۳۶، ت: ۲۲۲۔

**(۲) ابومحمد جعفر بن احمد القطان: اس کی بابت بھی جرح وتعدیل کا کوئی کلمہ نہیں مل سکا۔**

اس کے ترجمے کے لئے دیکھیں: تاريخ أصبهان بتحقيق سيد كسروي حسن: ۱/۲۹۷، ت: ۵۰۸۔

**(۳) احمد بن یزید بن عبد اللہ القطان: اس کی بابت بھی جرح**

وتعدیل کا کوئی کلمہ نہیں مل سکا۔اور نہ ہی کوئی ایسا شخص مل سکا جنہوں نے اس کا ترجمہ لکھا ہو۔

**(۴) طلحہ بن عمرو بن عثمان الحضرمی المکی: یہ سخت ضعیف اور متروک الحدیث راوی ہے۔**

**ائمہ کرام کے اقوال پیش خدمت ہیں:**

۞ امام ابوعبداللہ محمد بن سعد البغدادی،المعروف بابن سعد رحمہ اللہ(المتوفی:۲۳۰ھ):"وكان كثير الحديث ضعيفا جدا"۔"یہ کثیر الحدیث اور سخت ضعیف تھا"۔(الطبقات الکبری بتحقیق محمد عبدالقادر عطا:۶/۳۹،ت:۱۶۲۷)

۞ امام ابن معین رحمہ اللہ(المتوفی:۲۳۳ھ):"ليس بشيء"۔(تاريخ ابن معين (رواية الدوري) بتحقيق أحمد محمد:۲/۲۷۸،ت:۲۴۲)"ليس بشيءٍ ضعيف ضَعِيفٌ"۔"یہ کچھ نہیں ہے۔ضعیف ہے ضعیف ہے"۔(الكامل في ضعفاء الرجال بتحقيق عادل أحمد ورفقاءه:۵/۱۷۱،ت:۹۵۴،واسنادہ حسن)

۞ امام ابوالحسن علی بن عبد اللہ المدینی البصری رحمہ اللہ (المتوفی:۲۳۴ھ):"هُوَ مكي ضَعِيف لَيْسَ بِشَيْء"۔"یہ مکی، ضعیف اور کچھ نہیں ہے"۔(سؤالات محمد بن عثمان بن أبي شيبة لعلي بن المديني، ص:۱۱۲،ت:۱۲۷)

۞ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ(المتوفی:۲۴۱ھ):"لَا شَيْء، مَتْرُوكُ الحَدِيث"۔"یہ کچھ نہیں ہے،متروک الحدیث ہے"۔(العلل ومعرفة الرجال بتحقيق وصي الله بن محمد عباس:۱/۴۱۱،ت:۸۶۶)

۞ امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ(المتوفی:۲۵۶ھ):"ليس بشَيْءٍ"۔(الكامل في ضعفاء الرجال بتحقيق عادل أحمد ورفقاءه:۵/۱۷۱،ت:۹۵۴،واسنادہ حسن)"هو لَيِّنٌ عِنْدهم"۔"یہ محدثین کے نزدیک کمزور ہے"۔(التاريخ الكبير بحواشي محمود خليل:۴/۳۵۰،ت:۳۱۰۴)

۞ امام ابوزرعہ الرازی رحمہ اللہ(المتوفی:۲۶۴ھ):"مكي ضعيف"۔(الجرح والتعديل لابن ابی حاتم بتحقيق المعلمی:۴/۴۷۸،ت:۲۰۹۷)

۞ امام ابوحاتم محمد بن ادریس الرازی رحمہ اللہ(المتوفی:۲۷۷ھ):"ليس بالقوي لين الحديث عندهم"۔"یہ قوی نہیں ہے، محدثین کے نزدیک کمزور ہے"۔(الجرح والتعديل لابن ابی حاتم بتحقيق المعلمی:۴/۴۷۸،ت:۲۰۹۷)

۞ امام نسائی رحمہ اللہ(المتوفی:۳۰۳ھ):"متروك الحَدِيث"۔(الضعفاء والمتروكون بتحقيق محمود إبراهيم زايد،ص:۶۰،ت:۳۱۶)

۞ امام ابن حبان رحمہ اللہ(المتوفی:۳۵۴ھ):"كَانَ مِمَّن يروي عَن الثِّقَات مَا لَيْسَ من أَحَادِيثهم لَا يحل كِتَابَة حَدِيثه وَلَا الرِّوَايَة عَنهُ إِلَّا علَى جِهَة التَّعَجُّب"۔"یہ ثقہ رواۃ سے ایسی ایسی چیزیں روایت کرتا تھا جو ان کی احادیث میں سے نہیں ہوتی تھیں،اس کی حدیث کو لکھنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی اس سے روایت کرنا مگر بطور تعجب"۔(المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين بتحقيق محمود إبراهيم زايد:۱/۳۸۲،ت:۵۱۸)

۞ امام ابونعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی رحمہ اللہ (المتوفی:۴۳۰ھ):"ضَعِيف لَيْسَ بِشَيْء قَالَه يحيى بن معِين وَعلي بن الْمَدِينِيّ"۔(الضعفاء بتحقيق فاروق حمادة،ص:۹۶،ت:۱۰۲)

۞ امام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ(المتوفی:۸۵۲ھ):"متروك"۔(تقريب التهذيب بتحقيق محمد عوامة،ص:۲۸۳،ت:۳۰۳۰)

مزید اقوال کے لئے دیکھیں: تهذيب الكمال بتحقيق الدكتور بشار عواد:۱۳/۴۲۷،ت:۲۹۷۸ وغیرہ۔

(فائدہ) زیر بحث روایت میں نماز جمعہ سے پہلے ناخن کاٹنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے جبکہ بعض روایتوں میں نماز جمعہ سے پہلے ناخن کاٹنے کی ممانعت بھی آئی ہوئی ہے لیکن وہ سب کی سب بھی ناقابل احتجاج ہیں۔ان شاء اللہ، ان احادیث پر بھی ایک تفصیلی مضمون لکھنے کا ارادہ ہے۔اللہ مجھے توفیق دے۔آمین۔

**(۳) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت:**

۞ امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن الجوزی رحمہ اللہ(المتوفی

:۵۹۷ھ) فرماتے ہیں: أَنْبَأَنَا الْحَرِيرِيُّ، قَالَ أَنْبَأَنَا الْعُشَارِيُّ، قَالَ نا الدارقطني، قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ نا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ الصَّفَّارُ، قَالَ نا الصَّالِحُ بْنُ بَيَانٍ، نا الْمَسْعُودِيُّ، عَنِ ابن حُمَيْدٍ الْحِمْيَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”مَنْ قَصَّ أَظْفَارَهُ وَأَخَذَ مِنْ شَارِبِهِ كُلَّ يَوْمِ جُمُعَةٍ، أَدْخَلَ اللهُ فِيهِ شِفَاءً وَأَخْرَجَ مِنْهُ دَاءً“۔

قال الدارقطني: تَفَرَّدَ بِهِ صَالِحُ بْنُ بَيَانٍ وَهُوَ مَتْرُوكٌ۔

(ترجمہ) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہر جمعہ کے دن اپنے ناخن کو تراشا اور مونچھ کو صاف کیا تو اللہ تعالیٰ اس سے بیماری کو نکال کر، اس میں شفاء داخل کردے گا۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ (جو کہ حدیث کے راوی ہیں) فرماتے ہیں: صالح بن بیان اس حدیث کو بیان کرنے میں منفرد ہے اور یہ متروک ہے۔

(تخریج) العلل المتناهية في الأحاديث الواهية بتحقيق ارشاد الحق الاثری: ۱/۳۶۴، ح:۷۸۸۔

(حکم حدیث) ”هذا حديث منكر و اسناده ضعيف جدا“۔ ”یہ حدیث منکر ہے اور اس کی سند سخت ضعیف ہے“۔

(وجہ ضعف) روایت ہذا کی سند میں ”صالح بن بيان الثقفي“ ہے جو کہ ضعیف، متروک الحدیث ہے۔ اس نے ثقہ رواۃ سے منکر روایتیں بیان کی ہیں۔

**ائمہ کرام کے اقوال پیش خدمت ہیں:**

۞ امام ابوجعفر محمد بن عمرو العقیلی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۲۲ھ) :”الْغَالِبُ عَلَى حَدِيثِهِ الْوَهْمُ، وَيُحَدِّثُ بِالْمَنَاكِيرِ عَنْ مَنْ لَا يَحْتَمِلُ“۔ ”اس کی حدیث پر وہم غالب ہے۔ اس نے ایسے لوگوں سے منکر روایتیں بیان کی ہیں جو اس کے ذمہ دار نہیں ہیں“۔ (الضعفاء الكبير بتحقيق عبد المعطي: ۲/۲۰۰، ت:۷۳۴)

۞ امام ابوالحسن علی بن عمر البغدادی الدارقطنی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۸۵ھ): ”متروک“(تاريخ بغداد بتحقيق بشار عواد: ۱۰/ ۴۲۱، ت:۴۷۹۹، واسناده صحيح)

۞ امام ابوالعباس جعفر بن محمد المستغفری رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۳۲ھ): ”يروي العجائب ويتفرد بالمناكير“۔ ”اس نے عجیب عجیب چیزیں روایت کی ہیں اور منکر روایتوں کو بیان کرنے میں منفرد ہے“۔ (لسان الميزان للحافظ بتحقيق ابی غدة ۴/۲۸۱، ت: ۳۸۵۱، وقد نقله المؤلف من كتابه)

۞ امام ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی رحمہ اللہ (المتوفی :۴۶۳ھ): ”كان ضعيفا، يروي المناكير عن الشيوخ الثقات“۔ ”یہ ضعیف تھا، ثقہ شیوخ سے منکر روایتیں روایت کرتا تھا“۔ (تاريخ بغداد بتحقيق بشار عواد: ۱۰/۴۲۱، ت:۴۷۹۹)

۞ امام شمس الدین محمد بن احمد الذہبی رحمہ اللہ (المتوفی: ۷۴۸ھ): ”وَهُوَ هَالِكٌ“(تلخيص كتاب الموضوعات بتحقيق أبو تميم ياسر، ص: ۱۹۹، ح:۴۷۶)

۞ امام ابوحفص عمر بن علی المصری، المعروف بابن الملقن رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۰۴ھ): ”يروي الْمَنَاكِيرَ عَنِ الثِّقَاتِ“۔ ”اس نے ثقات سے منکر روایتیں بیان کی ہیں“۔ (البدر المنير بتحقيق مصطفى وغيره: ۴/۱۳۷)

**۞ اب چند باتیں بطور فائدہ پیش خدمت ہیں:**

(فائدہ نمبر:۱) روایت ہذا کی سند میں ایک اور علت ہے لیکن اسے نظر انداز کیا جا رہا ہے کیونکہ مذکورہ علت ہی زیر بحث روایت کو سخت ضعیف قرار دینے کے لئے کافی ہے۔

(فائدہ نمبر:۲) زیر بحث روایت دو طرح سے اور مروی ہے۔

(پہلی صورت) امام ابوبکر عبدالرزاق بن الہمام الصنعانی رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۱۱ھ) رقمطراز ہیں:

عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدِ اللهِ (المسعودی) أَخْبَرَهُ، عَنِ ابْنِ حُمَيْدٍ الْحِمْيَرِيِّ قَالَ: قَالَ

رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ قَلَّمَ أَظْفَارَہُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، أَخْرَجَ اللّٰہُ مِنْہُ الدَّاءَ، وَأَدْخَلَ عَلَيْہِ الدَّوَاءَ"۔

(ترجمہ) حضرت عبید اللہ بن حمید الحمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن اپنے ناخن کاٹے تو اللہ اس سے بیماری کو نکال دے گا اور اس میں دوا (یعنی شفاء) داخل کردیگا۔

(تخریج) مصنف عبد الرزاق بتحقيق حبيب الرحمن الأعظمي: ۱۹۹/۳، ح: ۵۳۱۰۔

(حکم حدیث) "هذا حديث معضل و اسناده ضعيف"۔
"یہ حدیث معضل ہے اور اس کی سند ضعیف ہے"۔

(سبب) روایت ہذا کی سند میں دو علتیں ہیں:

**(۱) سند میں ایک ایسا شخص ہے جس کا نام نہیں لیا گیا ہے لہٰذا وہ مجہول العین ہے۔**

**(۲) عبید اللہ بن حمید الحمیری رحمہ اللہ صغار تابعین کا زمانہ پانے والوں میں سے ہیں۔** (تقريب التهذيب بتحقيق محمد عوامة، ص: ۳۷۰، ت: ۴۲۸۴) **اور ڈائریکٹ نبی کریم ﷺ سے روایت کررہے ہیں لہٰذا روایت معضل ہے۔**

(دوسری صورت) امام ابوبکر احمد بن مروان الدینوری رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۶۰ھ) فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَرْوَزِيُّ، نَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ، نَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنِ ابْنِ حَمِيدٍ الْحِمْيَرِيِّ، عَنْ أَبِيہِ، قَالَ: كَانَ يُقَالُ: "مَنْ قَلَّمَ أَظْفَارَہُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، أَخْرَجَ اللّٰہُ تَعَالٰى مِنْہُ دَاءً وَأَدْخَلَ فِيہِ شِفَاءً"۔

(ترجمہ) حضرت حمید الحمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کہا جاتا تھا کہ جس نے جمعہ کے دن اپنے ناخن کاٹے، اللہ اس سے بیماری کو نکال دے گا اور اس میں شفاء داخل کردیگا۔

(تخریج) المجالسة وجواهر العلم بتحقيق أبو عبيدة مشهور: ۱/ ۴۷۵، ح: ۱۵۸۔

(حکم حدیث) "اسنادہ ضعیف"۔ "اس کی سند ضعیف ہے"۔

❁ شیخ مشہور حسن آل سلمان حفظہ اللہ: "اسنادہ ضعیف"۔

(وجہ ضعف) روایت ہذا کی سند میں **عبد الرحمٰن بن عبد اللہ المسعودی** ہیں جو صدوق ومختلط راوی ہیں اور عاصم بن علی نے ان سے اختلاط کے بعد سنا ہے۔

❁ امام ابوعبد اللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۴۱ھ): "**سماع عاصم ۔۔۔ من المسعودي بعد ما اختلط**"۔ "عاصم کا سماع مسعودی سے اختلاط کے بعد ہے"۔ (تاريخ بغداد بتحقيق بشار عواد: ۴۸۰/۱۱، ت: ۵۳۰۸، واسنادہ صحیح)

تفصیل کے لئے دیکھیں: الاغتباط بمن رمي من الرواة بالاختلاط بتحقيق علاء الدين علي رضا، ص: ۲۰۵، ت: ۶۲۔

(تنبیہ) الموضوعات اور مصنف عبد الرزاق میں "ابو حمید الحمیری" لکھا ہوا ہے جو کہ غلط ہے، صحیح "ابن حمید الحمیری" ہے۔

**(۴) سیدہ عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی روایت:**

❁ امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۶۰ھ) فرماتے ہیں: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَلْمٍ، قَالَ: نَا أَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ فَرْخَوَيْہِ الرَّازِيُّ، قَالَ: نَا الْعَلَاءُ بْنُ هِلَالٍ الرَّقِّيُّ، قَالَ: نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ قَلَّمَ أَظْفَارَہُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وُقِيَ مِنَ السُّوءِ إِلَى مِثْلِهَا"۔

(قال الطبرانی:) لَمْ يَرْوِ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَيُّوبَ إِلَّا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، وَلَا عَنْ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ إِلَّا الْعَلَاءُ بْنُ هِلَالٍ، تَفَرَّدَ بِہِ: فَرْخَوَيْہِ۔

(ترجمہ) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن اپنے ناخن کاٹے، تو وہ اگلے جمعہ تک مشکلات ومصائب سے بچالیا جاتا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو ایوب سے صرف یزید

بن زریع نے روایت کیا ہے اور یزید بن زریع سے صرف علاء بن ہلال نے روایت کیا ہے۔فرخویہ اس روایت کو بیان کرنے میں منفرد ہے۔

(تخریج) المعجم الأوسط بتحقيق طارق و عبد المحسن: ۵/ ۸۵ ،ح:۴۷۴۶۔

(حکم حدیث) "هذا حديث موضوع"۔"یہ حدیث موضوع ہے"۔

۞ علامہ البانی رحمہ اللہ:"موضوع"۔"یہ حدیث موضوع ہے"۔(الضعيفة: ۴/ ۲۹۵،ح:۱۸۱۶)

(موضوع ہونے کی وجہ) رویت ہذا میں دوعلتیں ہیں:

(۱) احمد بن ثابت فرخویہ الرازی : یہ کذاب راوی ہے۔

ائمہ کرام کے اقوال پیش خدمت ہیں:

۞ امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ (المتوفی :۳۲۷ھ) : "سمعت أبا العباس بن أبي عبد الله الطهراني يقول: كانوا لا يشكون أن فرخويه كذاب"۔"میں نے امام ابوالعباس بن ابی عبد اللہ الطہرانی رحمہ اللہ کوفرماتے ہوئے سنا: محدثین اس بات میں شک نہیں کرتے تھے کہ (احمد بن ثابت) فرخویہ کذاب ہے"۔ (الجرح والتعديل بتحقيق المعلمي: ۲/ ۴۴،ت:۲۱)

۞ امام ابوالحسن علی بن ابو بکر الہیثمی رحمہ اللہ (المتوفی:۸۰۷ھ):"وَهُوَ ضَعِيفٌ"۔(مجمع الزوائد و منبع الفوائد بتحقيق حسام الدين: ۲/ ۱۷۱،ح:۳۰۳۷)

(۲) العلاء بن ہلال بن عمر بن ہلال بن ابی عطیۃ الباہلی: یہ ضعیف اور منکر الحدیث راوی ہے۔

ائمہ کرام کے اقوال پیش خدمت ہیں:

۞ امام ابوحاتم محمد بن ادریس الرازی رحمہ اللہ (المتوفی:۲۷۷ھ):"منكر الحديث ضعيف الحديث، عنده عن يزيد بن زريع احاديث موضوعة"۔"یہ منکر الحدیث،ضعیف الحدیث ہے۔اس کے پاس یزید بن زریع سے موضوع احادیث موجود ہیں"۔(الجرح والتعديل بتحقيق المعلمي: ۶/ ۳۶۱،ت:۱۹۹۷)

روایت ہذا میں علاء بن ہلال نے ابن زریع سے ہی روایت کیا ہے۔

۞ امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۰۳ھ):"روى عنه ابنه هلال غير حديث منكر فلا أدري منه أتي أو من ابنه"۔"ان سے ان کے بیٹے ہلال نے کئی منکر روایتیں روایت کی ہیں اور میں نہیں جانتا کہ یہ نکارت علاء کی جانب سے ہے یا ہلال کی جانب سے"۔(الضعفاء والمتروكون بتحقيق محمود إبراهيم زايد، ص:۸۷،ت:۴۳۶)

۞ امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی ،المعروف بابن حبان رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۵۴ھ):"كَانَ مِمَّن يقلب الأَسَانِيد ويغير الأَسَمَاء، لَا يجوز الِاحْتِجَاج بِهِ بِحَال"۔"یہ اسانید کو الٹ پلٹ دیا کرتا تھا اور ناموں کو بدل دیا کرتا تھا۔اس سے کسی بھی حال میں احتجاج کرنا جائز نہیں ہے"۔(المجروحين بتحقيق محمود إبراهيم: ۲/ ۱۸۴،ت:۸۱۸)

**(۵) امام محمد بن مسلم الزہری رحمہ اللہ کی روایت:**

۞ امام ابو اللیث نصر بن محمد السمرقندی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۷۳ھ) فرماتے ہیں :"وَرَوَى ابْنُ شِهَابٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ قَلَّمَ أَظْفَارَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَانَ لَهُ أَمَانًا مِنَ الْجُذَامِ"۔

(ترجمہ) امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن اپنے ناخن تراشے تو کوڑھ پن سے محفوظ رہے گا۔

(تخریج) تنبيه الغافلين بأحاديث سيد الأنبياء والمرسلين ،ص: ۲۹۴،ح:۴۱۴۔بدون سند۔

(حکم حدیث) "هذا حديث مرسل او معضل"۔"یہ حدیث مرسل یا معضل ہے"۔

(سبب) امام محمد بن مسلم الزہری رحمہ اللہ نے دس صحابہ کرام کا دیدار کیا ہے۔(كما قال ابن حبان في ثقاته: كتاب التابعين، ت: ۳۵۴۹ ،وانظر: المقنع في علوم الحديث لابن الملقن بتحقيق عبد الله يوسف ،

ص: ۱۳۱) لیکن ۔بقول امام ذہبی رحمہ اللہ۔ ان کی اکثر روایتیں کبار تابعین سے ہیں، اسی وجہ سے اکثر محققین نے ان کی مرسل روایتوں کو "معضلات و منقطعات" میں شمار کیا ہے۔ پس ان کی مرسل روایت کے بارے میں گمان ہے کہ انہوں نے سند سے دو راویوں کو ساقط کردیا ہو۔ (الموقظة للذهبي بتحقيق الشيخ سليم، ص: ۱۲۴) اس وجہ سے روایت ہذا "مرسل" یا "معضل" ہے۔ واللہ اعلم۔

**(فائدہ)** مجھے اس روایت کی مکمل سند دستیاب نہیں ہوسکی ۔اگر کسی بھائی کو ملے تو برائے مہربانی راقم کو باخبر کریں۔ واللہ ولی التوفیق.

**(ایک سنہری قول)** امام ابوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی رحمہ اللہ (المتوفی: ۹۰۲ھ) فرماتے ہیں: "لم يثبت في كيفيته، ولا في تعيين يوم له عن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شيء"۔ "ناخن تراشنے کی کیفیت اور دن کے تعیین کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ سے کچھ بھی ثابت نہیں ہے"۔ (المقاصد الحسنة بتحقيق محمد عثمان، ص: ۴۸۹، ح: ۷۷۲)

**(خلاصۃ التحقیق)** جمعہ کے دن ناخن تراشنے کی فضیلت میں وارد تمام احادیث موضوع یا سخت ضعیف ہیں۔

**(تنبیہ بلیغ)** جب میں اپنے اس مضمون کو لکھ کر فارغ ہوا تو میرے سامنے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی یہ روایت آئی:

❁ امام ابواحمد بن عدي الجرجانی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۶۵ھ) فرماتے ہیں: حَدَّثَنَا الحسين بن حسن بْنِ سُفْيَانَ الْفَارِسِيُّ بِبُخَارَى، أَخْبَرنا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنا أَبُو خَالِدٍ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَالِمٍ، حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ عِمْرَانَ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجُونِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: وَقَّتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَحْلِقَ الرَّجُلُ عَانَتَهُ كُلَّ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، وَأَنْ يَنْتِفَ إِبِطَهُ كُلَّمَا طَلَعَ، وَلاَ يَدَعُ شَارِبَيْهِ يَطُولاَنِ، وَأَنْ يُقَلِّمَ أَظْفَارَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ۔۔۔

جس میں اس بات کا ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ناخن کاٹنے کا جو وقت متعین کیا ہے وہ جمعہ سے لیکر جمعہ تک ہے لیکن واضح رہے کہ یہ روایت منکر ہے۔ تفصیل پیش خدمت ہے:

**(ترجمہ)** انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وقت مقرر کیا کہ آدمی اپنے زیر ناف کے بال کو ہر چالیس دن میں صاف کرے اور اپنے بغل کے بال کو جب جب وہ اگے، تب صاف کرے اور موچھوں کو لٹکتا ہوا نہ چھوڑے اور اپنے ناخن کو ہفتے میں ایک دن جمعہ کو کاٹے۔۔۔۔

**(تخریج)** الكامل في ضعفاء الرجال بتحقيق عادل أحمد ورفقاءه: ۴۲۳/۱، ت: ۹۴۔

**(حکم حدیث)** "هذا حديث منكر واسناده ضعيف"۔ "یہ حدیث منکر ہے اور اس کی سند ضعیف ہے"۔

❁ امام ابواحمد بن عدي الجرجانی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۶۵ھ): "حديث منكر"۔

❁ امام شمس الدین محمد بن احمد الذہبی رحمہ اللہ (المتوفی: ۷۴۸ھ): "وهو منكر"۔ (ميزان الاعتدال بتحقيق البجاوي: ۳۳/۱، ت: ۹۵)

**(سبب)** روایت ہذا کی سند میں: "ابراهيم بن سالم ابو خالد النيسابوری" ہے جو کہ مجہول راوی ہے۔ **اس نے عبداللہ بن عمران سے منکر احادیث روایت کی ہے۔**

**ائمہ کرام کے اقوال پیش خدمت ہیں:**

❁ امام ابواحمد بن عدي الجرجانی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۶۵ھ): "يروي عن عبد الله بن عمران بأحاديث مسندة مناكير"۔ (الكامل في ضعفاء الرجال بتحقيق عادل أحمد ورفقاءه: ۴۲۲/۱، ت: ۹۴)

❁ امام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۵۲ھ): "مجهول"۔ (فتح الباري: ۳۴۶/۱۰)

**نیز روایت ہذا صحیح مسلم (۲۵۸) کی حدیث کے خلاف بھی ہے۔**

تبصرۂ کتاب

# مفکرملت مولانا عبدالجلیل رحمانی رحمہ اللہ حیات وخدمات

مصنف:(ڈاکٹر)جمیل احمد علیگ ★ تبصرہ نگار: آفاق منظر سنابلی، نئی دہلی

نام کتاب: مفکرملت مولانا عبدالجلیل رحمانی رحمہ اللہ حیات و خدمات(۱۹۱۷،۱۹۸۶)

مرتب: (ڈاکٹر)جمیل احمد علیگ

سن اشاعت: ۲۰۱۱ء

صفحات: ۵۰۰

قیمت: ۱۵۰

تبصرہ نگار: آفاق منظر سنابلی، نئی دہلی

شائع کردہ: شعبۂ تصنیف و تالیف (دار العلوم ششہنیاں، سدھارتھ نگر، یوپی)

یہ علم کا سودا یہ رسالے یہ کتابیں
اک شخص کی یادوں کو بھلانے کے لیے ہیں

کسی کتاب پر یہ میرا پہلا تبصرہ ہے، ہوسکتا ہے میں اپنے کم علمی اور عدم تجربہ کی وجہ سے تبصرہ کے تمام لوازمات کا احاطہ نہ کرسکوں، پھر بھی حتی المقدور کوشش ہے میرے قدموں کی چاپ تبصرہ کی تمام گھاٹیوں میں سنائی دے اور تبصرہ کا حق کسی قدر ادا ہوجائے۔ بہر حال اس کا فیصلہ قارئین ہی کریں گے کہ میں کتنا کامیاب ہوں۔

گرتے ہیں شہ سوار ہی میدان جنگ میں
وہ طفل کیا گرے جو گھٹنوں کے بل چلے

کتاب کے مرتب مفکرملت مولانا عبدالجلیل رحمانی رحمہ اللہ کے خلف الرشید، سب سے بڑے صاحبزادے ڈاکٹر جمیل احمد علیگ ہیں۔ موصوف اپنے والد کی علمی خدمات اوران کے کارناموں سے نسل نو کو واقف کرانے میں مصروف عمل ہیں۔ سوانحی مجموعہ کے بعد مفکرملت کے قلم سے نکلنے والے علمی، فکری، انقلابی مضامین، ادبی شہ پاروں کو بھی منظر عام پر لانے والے ہیں۔ اللہ کرے جلد از جلد یہ مبارک کام پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے، ساتھ ہی ساتھ اللہ ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور مفکرملت کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر از بر ہو پھر پسر قابلِ میراثِ پدر کیوں کر ہو

کتاب پر تبصرہ سے قبل آیئے یہ جان لیں کہ شخصیات کا مطالعہ کیوں ضروری ہے؟ اوران کا سوانحی خاکہ کیوں تیار کیا جاتا ہے؟

مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کا ایک قول اس تعلق سے شورش کاشمیری نے اپنی کتاب (ابوالکلام آزاد سوانح وافکار) میں لکھا ہے:''عظیم سوانح عمریاں عوام کی تربیت کرتی ہیں۔ ایک سوانح عمری آئندہ نسلوں کے دور دراز کے پر پیچ سفر کو سہل اور آسان کردیتی ہے۔ گو ہر انسان خود تجربہ کرنا چاہتا ہے۔ اور دوسروں کے تجربہ سے خود فائدہ نہیں اٹھانا چاہتا لیکن کئی ایک سوانح عمریوں میں اس قدر خصوصیت ضرور ہوتی ہے کہ دماغوں کو بالا کرتیں اور دلوں کو حوصلہ دیتی ہیں۔ ہر سوانح عمری انفرادی سطح پر اجتماعی تجربہ کی سرگزشت ہوتی ہے''۔ گویا بڑوں کی سوانح عمریاں زندگی کی بہت ساری مشکلات حل کرتی ہیں، عزائم کو بلند کرتی ہیں، فکری بالیدگی عطا کرتی ہیں، زمانہ کے نشیب وفراز سے نمٹنے کا سلیقہ سکھاتی ہیں، یعنی شخصیات کا مطالعہ تعمیر شخصیت میں مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔ مولانا عبدالحمید رحمانی رحمہ اللہ اپنی ایک تحریر (حیات ثنائی کے چند اہم گوشے) میں لکھتے ہیں:''اسلاف کی سوانح حیات اوران کے

اصلاحی وتجدیدی کارنامے اخلاف کے حوصلوں اورعزائم کے لئے مہمیز کا کام دیتے ہیں ۔مگر یہ کتنا بڑا حادثہ ہے کہ ،اس سب سے بڑی اصلاحی اورتجدیدی تحریک کی نشاۃ ثانیہ کے حاملین زعماء(جن میں ایک ایک فرد پوری قوم وملت پر بھاری تھا) کےسوانح حیات پر جامع کتابیں ہیں نہ مقالات نہ مضامین''۔

گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

شخصیات پر کوئی کتاب مرتب کرنے سے پہلے ایک بات ہمیشہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ مضامین اس شخصیت کے ہم عصر سے قلم بند کرائیں۔جیسا کہ اس کتاب میں اس کا اہتمام موجود ہے۔ اگر ایک دوصدی کے بعد اس شخصیت پر کوئی کتاب مرتب کی جارہی ہے تو اس کے معاصرین کے مضامین سے استفادہ کیا جائے۔

یہ سوانحی مجموعہ تقریباً ۵۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔اس کتاب کی پہلی خوبی یہ ہے کہ اس کتاب کے اندران لوگوں کے مضامین ہیں جنہوں نے مولانا کی تقریروں کوسنا ہے،تحریروں کو پڑھا ہے،قوم و ملت کے تئیں مولانا کی خدمات اوراس کے مثبت نتائج اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے،سفروحضر میں مولانا کے ساتھ رہے ہیں۔

درس وتدریس کے انداز واسلوب سے واقف ہی نہیں بلکہ شاگردی کا شرف بھی حاصل کیا ہے۔اس کا فائدہ یہ ہوا کہ مفکرملت کی زندگی کے مختلف گوشے(جوملی،سماجی،ملکی،جماعتی خدمات پر مشتمل ہیں)بڑے ہی حسین پیرائے میں کھل کر ہمارے سامنے آگئے ہیں۔اس کتاب میں ابتدائیہ اورخودنوشت سوانح حیات کو چھوڑکر آٹھ جلی عناوین(ہیڈنگ)ہیں(جیسا کہ آگے اس کا تذکرہ موجود ہے) اور ہر ہیڈنگ کے تحت مختلف لوگوں کے مضامین ہیڈنگ کی مناسبت سے درج کئے گئے ہیں۔جومفکرملت کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کواجاگر کرتے ہیں۔دوسری خوبی یہ ہے کہ مفکرملت کی زندگی کے نمایاں گوشوں کوالگ الگ ہیڈنگ کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

جہاں تک کتاب میں نقص کی بات ہے تو میں بطور مشورہ چند باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

۱۔ مفکرملت کوحاصل ہونے والے عہدے ومناصب کا تذکرہ الگ ہیڈنگ کے تحت کرنا چاہئے۔مضامین میں اس کا تذکرہ ہے جوگڈمڈ ہے۔

۲۔کہیں کہیں حروف اورسنین غیر واضح ہیں،اگلی باراس جانب توجہ درکار ہے۔

۳۔کتاب کے سرورق پر مفکرملت کی تاریخ پیدائش اوروفات درج نہیں ہے۔جبکہ ہونا چاہئے۔

اس کتاب کومنصۂ شہود پرلانے میں جس نے جیسی بھی کوشش کی اللہ اسے اجرجزیل سے نوازے،آمین۔

کتاب کی اہم سرخیاں



**ابتدائیہ:** جوجناب ڈاکٹرجمیل احمدعلیگ کےقلم سےقلم بند ہے ۔انھوں نے مختصرلفظوں میں مفکرملت کی جدائی کا غم،ان کی جامع شخصیت کی ہلکی سی جھلک،مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا اپنے محسن وقدرداں کی حیات وخدمات پرکوئی یادگارمجلہ شائع نہ کرنے کا شکوہ،اخیر میں مضمون نگاران،ترتیب کتاب میں معاون و مددگار افراد کے لئے کلمات تشکر وامتنان کاایک حسین گلدستہ پیش کیا ہے۔

**ترجمہ مؤلف:** (خودنوشت سوانح حیات) مفکر ملت رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز تالیف ''شہداء احد'' کے اندر ترجمہ مؤلف کے نام سے مختصراً اپنا تعارف حوالہ قرطاس کیا ہے۔ خاندانی پس منظر، ابتدائی تعلیم سے لے کر فراغت تک کے حالات بڑے ہی سادگی کے ساتھ درج کئے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اطراف واکناف کے مدارس سے کسب فیض کرنے کے بعد علمی تشنگی بجھانے کے لئے ۱۳۵۰ھ میں مولانا رحمہ اللہ داخلہ کے لئے دارالحدیث رحمانیہ پہنچے اور اس وقت کے ادیب اور نحوی مولانا عبدالرحمان صاحب مرحوم نگرنوسوی نے داخلہ کا امتحان لیا۔ اور حسب منشا جماعت رابعہ میں داخلہ ہوگیا۔ نہایت خوش قسمت ہوتے تھے وہ جو حسب خواہش کسی جماعت میں داخل کر لیے جاتے تھے۔ مولانا رحمہ اللہ پانچ سال تک وہاں پر مختلف علوم وفنون کے ماہرین اساتذۂ کرام سے فیضیاب ہوتے رہے۔ اور ۱۳۵۵ھ میں ۱۸ سال کی عمر میں مدرسہ سے سند عالمیت اور جبہ و دستار حاصل کیا۔ درمیان میں دارالحدیث رحمانیہ کے علمی ماحول، وہاں کی روح پرور فضا، رحمانیہ کے ذمہ دار شیخ عطاء الرحمان کی نوازشات، اسی اثناء میں جماعت کی قدآور شخصیات مثلاً مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ، شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ سے ملاقات کو بھی قلم بند کیا ہے۔ پھر دارالحدیث سے فراغت کے بعد کی مشغولیات، دارالحدیث رحمانیہ میں بحیثیت استاذ، اس درمیان پے درپے پیش آنے والی آزمائشوں کو بھی سپرد قلم کیا ہے۔

دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہونے تک

**تین حادثات:** مفکر ملت جس وقت جامعہ رحمانیہ میں بحیثیت مدرس تھے اسی زمانہ میں آپ پر ابتلاء وآزمائش کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا۔ لگاتار دنیا کی بیش قیمت نعمتوں میں سے تین نعمتوں سے آپ کو محروم ہونا پڑا چنانچہ۔

۱۰/مارچ ۱۹۳۹ء کو آپ کی رفیقۂ حیات کا انتقال ہوا اور ۳۰/جنوری ۱۹۴۰ء کو والد بزرگوار کا انتقال ہوا۔ پھر ۱۰/اگست ۱۹۴۰ء کو والدہ محترمہ کا انتقال ہوا۔

تقریباً مفکر ملت رحمہ اللہ سات برس تک درس وتدریس کے فرائض ایک عظیم الشان ادارے میں انجام دیتے رہے۔ مدرسہ رحمانیہ دہلی میں کسی شخص کا بحیثیت مدرس ہونا یہی اس کی علمی برتری کے لئے کافی ہے۔

دنیا اب بھی تجھ سے مانگے گی بلندی کی سند
پیر، وملت کے تھے روشن دلیل
آہ وہ علامہ عبدالجلیل

**کلمات تبریک وارشادات:** جو صفحہ نمبر ۲۳ سے لے کر صفحہ نمبر ۳۸ تک پر مشتمل ہے۔ اس کے اندر دس لوگوں کے کلمات تبریک موجود ہیں۔ جس میں شیخ الحدیث علامہ عبیداللہ رحمانی مبارکپوری، خطیب الاسلام عبدالرؤف جھنڈانگری، مولانا عبدالسلام رحمانی رحمہم اللہ قابل ذکر ہیں۔ خطیب الاسلام مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری رحمہ اللہ اپنے کلمات تبریک میں مفکر ملت رحمہ اللہ کے تعلق سے رقمطراز ہیں ''حضرت مولانا کی شخصیت گوناں گوں صفات وخصوصیات، علمی وفنی کمالات سے متصف تھی، ان کی دینی، تبلیغی، اصلاحی، تنظیمی، وجماعتی خدمات ہمہ گیر ہیں۔ انھوں نے خداداد ذہانت وفراست سے کام لے کر جماعت کی بھرپور خدمات انجام دیں''۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

بقیۃ السلف ڈاکٹر عبدالحفیظ رحمہ اللہ نے کلمات تبریک میں مفکر ملت رحمہ اللہ کے حسن انتظام کے حوالہ سے لکھا ہے: ''نومبر ۱۹۶۱ء میں جب نوگڑھ میں تاریخی آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس منعقد ہوئی جس میں میں بھی شریک تھا۔ اسی میں مولانا رحمہ اللہ نے جنرل سکریٹری کی حیثیت سے اتنا اچھا انتظام وانصرام کیا جو جماعت اہلحدیث کی تاریخ میں ہمیشہ یادرکھا جائے گا''۔

مولانا حبیب الرحمان صاحب سلفی رحمہ اللہ نے اپنے تعزیتی پیغام میں مفکر ملت کے حوالہ سے لکھا ہے: ''مولانا کی شخصیت جماعت اہلحدیث کے لئے بڑی اہمیت کی حامل تھی ۱۹۴۷ء کے

بعد جماعت اہلحدیث دوحصوں میں منقسم ہوگئی اور اس کا تنظیمی ڈھانچہ بگڑ گیا ایسے نازک وقت میں جماعت کی کشتی کو ساحل مراد تک لے جانے میں مفکر ملت کے معتدل ذہن وفکر اور ان کے مواج وسیال قلم نے بڑا کام کیا۔حضرت مولانا عبدالوہاب آروی جمعیت کے صدراور مولانا رحمانی ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے''۔

**تعزیتی پیغامات:**

اس کو ناقدریٔ عالم کا صلہ کہتے ہیں
مر چکے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا

جو صفحہ نمبر ۴۳ سے لیکر ۷۵ تک پر مشتمل ہے۔اس میں ۲۸ لوگوں کے تعزیتی پیغامات درج ہیں چند ایک اسماء،خطیب الاسلام مولانا عبد الرؤف رحمانی ،مولانا عبد المبین منظر ،مولانا یوسف صاحب رحمہم اللہ بھیس کنڈہ،نیپال ہیں۔اس وقت کے مشہور اخبار'' قومی آواز'' میں بھی آپ کی وفات کی خبر آئی تھی۔

مولانا عبدالمبین منظر نے تعزیتی پیغام میں مفکر ملت کی وفات پر افسوس کا اظہار کرنے کے بعد جماعت ،قرب وجوار کے لوگوں کی مولانا سے بے اعتنائی اور ان کی ناقدری کا تذکرہ کیا ہے۔

شکوہ گر لب پہ آتا ہے تو معذور ہیں ہم

سچائی بھی یہی ہے جس طرح دیگر مسالک میں اپنے اسلاف کی قدر ومنزلت کا اہتمام ہے اس کا عشر عشیر بھی ہمارے یہاں نہیں ہے ۔ہم شخصیات کو دفنانے کے ساتھ ان کے کارناموں کو بھی دفنا دیتے ہیں۔کم سے کم ان کے کارناموں سے نئی نسل کو روشناس کرانے کے لئے ایک متحرک وفعال کمیٹی ہمارے پاس ہونی چاہئے۔جو اسلاف کی زندگی کو قلم بند کرے۔تنہا ایک فرد یہ کام کرے تو اتنے اچھے ڈھنگ سے نہیں ہوسکتا جتنا اجتماعی طور پر ہوسکتا ہے۔پر افسوس نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سُنتا ہے۔

یہ لفظ،یہ لہجہ،یہ بیاں،کون سنے گا
آہو دشت میں دیتے ہیں اذاں کون سنے گا

صفحہ نمبر ۵۰ اور ۵۱ پر ذاکر سکندر آبادی کا تعزیتی پیغام نظم کی شکل میں درج ہے۔اس کے دو مصرعے قابل تعلیق ہیں۔بہتر ہوتا اگر اس پر مختصر اًتعلیق بھی چڑھادی جاتی۔

آپ علم وعمل میں تھے یکتا　　　دوسرا ثانی ہو نہیں سکتا

دوسروں کے یہاں تو چل سکتا ہے لیکن ہمارے یہاں قطعی نہیں۔ یہاں تک کہ علامہ ابن تیمیہ،ابن قیم الجوزیہ،ابوالکلام آزاد رحمہم اللہ اوران جیسی تاریخ اسلام کے سرکردہ شخصیات کے لئے بھی اس طرح کہنا سلفی منہج کے خلاف ہے۔اس لئے کہ اللہ کب کس کو کس قدر علوم وفنون،بصارت ودوراندیشی،تدبر وتفکر جیسی صلاحیتوں سے نواز دے کچھ کہا نہیں جاسکتا ہے۔ایسے ہی نثر کے میدان میں بھی بعض لوگ جب کسی بڑی عظیم المرتبت شخصیت کی سوانح حیات لکھتے ہیں تو یہ جملہ بھی لکھ جاتے ہیں مثلاً:''ان کی وفات سے جو علمی خلاء پیدا ہوا ہے اسکے پر ہونے کی امید نہیں ہے''۔ یہ'' لاتقنطوا من رحمۃ اللہ''۔اور''فوق کل ذي علم علیم'' کی روشنی میں غلط ہے۔

**یادیں وتاثرات:**

جس شخص کے جیتے جی پوچھا نہ گیا ثاقبؔ
اس شخص کے مرنے پر اٹھے ہیں قلم کتنے

جو صفحہ نمبر ۷۹ سے لیکر ۲۰۸ تک ہے۔۱۸ لوگوں کے مضامین شامل ہیں۔بطور مثال خطیب الاسلام مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری ،مولانا عبدالحسیب رحمانی،مولانا ابراہیم رحمانی،مولانا ابوشحمہ رحمانی رحمہم اللہ وغیرھم۔

سب سے پہلا مضمون مولانا عبدالحسیب رحمانی کا ہے۔صاحب مضمون نے اپنے مضمون میں مفکر ملت کے حوالہ سے تین اہم باتیں ذکر کی ہیں۔

۱: ''مولانا کو بچوں کی دینی تعلیم وتربیت سے انتہائی دلچسپی تھی موجودہ مسلم معاشرہ اور سیاسی حالات کے پس منظر میں بچوں کی دینی تعلیم کو وقت کا اہم ترین تقاضہ سمجھتے تھے۔چنانچہ دینی تعلیم کے سلسلہ میں جہاں کہیں کوئی تحریک چلی مولانا نے اس پر لبیک کہنے میں پس وپیش نہیں کیا۔انجمن تعلیمات دین سے وابستگی جذبہ

اندرونی کے تحت تھی''۔

۲:''مسلکی تنگ نظری کے دھبوں سے مولانا کا دامن صاف تھا ''۔اس سلسلہ میں صاحب مضمون نے اپنا ایک واقعہ ذکر کیا ہے جو پڑھنے کے لائق ہے۔

۳:''مفکر ملت کاموں کے ہجوم سے گھبراتے نہیں تھے بلکہ غور و فکر کے بعد کاموں کی ایک فہرست تیار کرتے پھران کی تکمیل کے لئے انتھک محنت کرتے اور یہ کام ذاتی نہیں بلکہ ملت کی فلاح و بہبود کے لئے ہوا کرتے تھے''۔

خطیب الاسلام مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری رحمہ اللہ نے مفکر ملت کے حوالہ سے کئی باتیں ذکر کی ہیں۔بطور خاص کچھ باتیں۔

۱:''مولانا عبدالجلیل کا میرا شاگرد ہونا ان کے لئے کچھ بھی باعث عار نہیں ہے انہوں نے کسی ایسے استاذ سے شرف تلمذ نہیں کیا جوگمنام اور حقیر وفقیر شمار ہوتا ہوالبتہ میں نے جن جن طلبہ کو پڑھایا ہے ان میں مولانا رحمانی سب سے فائق تھے''۔

۲:مفکر ملت کی تحریر کے حوالہ سے لکھتے ہیں:''آپ کی جچی تلی تحریریں حشو وزائد سے پاک ہوا کرتی تھیں۔فصیح وبلیغ،مطلب خیز اور عام فہم ہوا کرتی تھیں''اس سلسلہ میں آپ کے جاری کردہ مجلہ''المصباح '' کے پچھلے شمارے دیکھے جا سکتے ہیں۔''رشحات قلم'' اور''تسہیل القرآن'' کی سرخیوں میں آپ ہی علم کے دریا بہاتے تھے۔

۳:آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس نوگڑھ کے انعقاد میں مولانا مرحوم کا مرکزی کردار رہا ہے اور اس پر قدر تفصیل سے مولانا نے گفتگو کی ہے۔

مفکر ملت کے فرزند ارجمند جناب ڈاکٹر جمیل علیگ نے اپنے والد کے حوالہ سے بہت کچھ ذکر کیا ہے، چند باتیں بطور خاص پیش ہیں:

۱:مفکر ملت کو جامعہ رحمانیہ میں حاصل ہونے والے انعامات کی مختصر فہرست۔

۲:مفکر ملت کے ایک ایسے مضمون کا تذکرہ جو تاریخی مضمون بن گیا اور واقعتاً ان کا وہ مضمون ان کی دوراندیشی پر دلالت کرتا ہے۔

۳:مفکر ملت کا سلسلۂ سند دو واسطوں سے علامہ قاضی شوکانی صاحب نیل الاوطار سے جاملتا ہے۔تفصیل کتاب میں درج ہے۔

۴:مولانا کے ارشد تلامذہ کا تذکرہ۔

مولانا ابراہیم رحمانی حفظہ اللہ نے اپنے مضمون میں لکھا ہے ''مولانا کے اٹھ جانے سے جماعت ایک عظیم مفکر سے محروم ہوگئی، افسوس تو یہ ہے کہ جماعت کے جو بزرگ اٹھ جاتے ہیں خلف میں ان کی جگہ پر کرنے والا کوئی نہیں ہوتا'' واقعتاً مولانا ابراہیم رحمانی نے ایک ایسی بات کی طرف توجہ دلائی ہے جس کی فکر ارباب جماعت کو یا تو سرے سے نہیں ہے یا پھر اسکی تلافی کے لئے کوئی عملی اقدامات نہیں کئے جارہے ہیں۔اللہ جماعت کو پھر سے عظیم علماء ،دانشواران اور مفکرین سے مالا مال کردے۔آمین۔

مولانا عبدالحنان فیضی صاحب نے اپنے مضمون میں ذکر کیا ہے ''میرے خیال سے دارالعلوم ششہنیاں ہی ایک ایسا ادارہ ہے کہ جو سب سے پہلے الہ آباد بورڈ سے ملحق ہوا''۔

عبدالرؤوف ندوی صاحب نے اپنے مضمون کے اندر ملا فاضل عبدالغفور کے اس قصیدے کا تذکرہ کیا ہے اور بطور مثال کے ایک دو اشعار پیش بھی کئے ہیں جس میں دارالعلوم ششہنیاں اور مفکر ملت کے حسن انتظام کا تذکرہ بڑے ہی دلنشیں انداز میں کیا گیا ہے۔

ایک ہیڈنگ آپ نے''آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کی نظامت علیا'' کے نام سے قائم کیا ہے آپ نے اس کے اندر ۱۹۰۶ء سے لیکر ۱۹۹۱ء تک کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے اور مفکر ملت کی خدمات کو بھی جماعت کی تئیں بیان کیا ہے''۔

عبدالعزیز شاہین نذیری کا مضمون پڑھنے کے قابل ہے۔ایک واقعہ آپ نے موتی لال نہرو کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔جو اس دور کے لیڈران کے لئے باعث عبرت ہے۔

عبدالباقی مظہر صاحب کا مضمون اپنے اندر بہت کچھ سموئے ہوئے ہے۔خصوصاً''تذکرہ جلیل'' کے نام سے جو ہیڈنگ قائم کی

ہے اس کو ان حضرات کو ضرور پڑھنا چاہئے جو دارالحدیث رحمانیہ کے امتحانات کی نوعیت، اساتذہ کی تقرری کی کیفیت، طلباء کی نگرانی کی شکل، قلیل سے قلیل مدت میں دارالحدیث رحمانیہ کی نایاب ترقی کو جاننا چاہتے ہیں۔ ویسے دارالحدیث رحمانیہ کے بارے میں تفصیل سے جاننے کے لئے شیخ اسعد اعظمی کی کتاب ''تاریخ وتعارف مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی'' کی طرف رجوع کریں۔

آپ نے اپنے مضمون میں ایک نئی بات مفکر ملت کے حوالہ سے ذکر کی ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ نے سوتنتر پارٹی سے حلقہ نوگڑھ سے ایک بار اسمبلی انتخابات میں حصہ بھی لیا تھا۔

**ملی ،تنظیمی، دعوتی اور تبلیغی خدمات:** اس کے تحت ان لوگوں کے مضامین کو شامل کیا گیا ہے جو مفکر ملت کے ان حسین گوشوں پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہیں جن کا تعلق ان کی ملی، تنظیمی دعوتی اور تبلیغی خدمات سے ہے۔ جیسا کہ ہیڈنگ سے ظاہر ہے یہ صفحہ نمبر ۲۱۳ سے ۳۷۵ تک پر مشتمل ہے اس کے اندر سات لوگوں کے مضامین ہیں۔

**علمی کارنامے:** اس کے اندر مولانا کے ان علمی کارناموں کا تذکرہ ہے جو انہوں نے اپنی زندگی میں انجام دئے۔ یہ صفحہ نمبر ۳۸۵ سے لیکر ۴۳۰ تک محیط ہے۔ پانچ لوگوں کے مضامین درج ہیں۔ آپ کو ''شہدائے احد'' پر ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری رحمہ اللہ کا خوبصورت تبصرہ نظر آئے گا۔ مولانا مطیع اللہ سلفی حفظہ اللہ نے آپ کے شعری ذوق کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ بطور مثال آپ کے ترانۂ ملی کو بھی پیش کیا ہے۔ جو ماہ اگست ۱۹۳۶ء میں محدث میں شائع ہوا تھا۔

**منظومات:** مفکر ملت کو ان کی وفات کے بعد مختلف شعراء نے اپنے شاعرانہ اسلوب میں جہاں ایک طرف ان کو خراج عقیدت پیش کیا وہیں ان کی ملی، تنظیمی، دعوتی اور تبلیغی خدمات کو بھی بیان کیا ہے۔ یہ ۴۳۷ سے لیکر ۴۶۷ تک محیط ہے۔ اس کے اندر ۱۴ شعراء کے اشعار درج ہیں۔

**خطوط کے آئینے میں:** اس کے اندر مفکر ملت کے چند ان خطوط کا تذکرہ ہے جسے آپ نے مختلف مواقع پر مختلف لوگوں کو لکھا تھا۔ ان خطوط کو پڑھ کر مولانا کے اس بے چینی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جو گھر سے لیکر قوم تک کی اصلاح اور نئی نسل کی تعلیم و تربیت کے تئیں موصوف کو تھی۔ یہ ۴۷۳ سے لیکر ۴۹۰ تک پر مشتمل ہے۔ خطوط کی تعداد ۲۳ ہے۔

**دارالعلوم ششہنیاں:** یہ صفحہ ۴۹۱ سے لیکر ۵۰۱ تک پر مشتمل ہے۔ مولانا نے اپنے علاقہ سے شرک و بدعت کے خاتمہ اور نئی نسل کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے ایک مدرسہ بھی کھولا تھا۔ پر افسوس جماعتی مصروفیات کی بنیاد پر اس کی دیکھ ریکھ احسن طریقے سے نہ کرسکے۔ پھر بھی اس کی بھی اپنی خدمات ہیں جسے یاد کیا جائے گا۔ آخری مضمون اسی کے تعارف پر مشتمل ہے۔ جسے مطیع اللہ سلفی حفظہ اللہ نے قلم بند کیا ہے۔

آخر میں خوشخبری کے نام سے ایک ہیڈنگ ہے۔ اس کے اندر مولانا کے بکھرے ادبی علمی شہ پاروں کو جلد ہی منصہ شہود پر لانے کا مژدہ جانفزا سنایا گیا ہے واضح رہے کہ یہ سارے کام مولانا مطیع اللہ سلفی حفظہ اللہ کے زیر نگرانی انجام دئے جارہے ہیں۔

**نوٹ:** کتاب پر تبصرہ کرتے وقت جس شخصیت پر یہ کتاب لکھی گئی ہے اس کے حوالہ سے مضمون نگاران کے مضامین سے بعض اقتباسات درج کردئے گئے ہیں تاکہ اس سے مفکر ملت کی شخصیت کے گوناں گوں پہلو کھل کر قاری کے سامنے آجائیں۔ ساتھ ہی ساتھ کتاب پر بھی تبصرہ ہوجائے اور یہ اقتباسات کتاب کی ابتدائی تین ہیڈنگ سے لئے گئے ہیں۔

کلمات تبریک وارشادات، تعزیتی پیغامات، یادیں وتاثرات چونکہ آگے جو کچھ ہے وہ تفصیل ہے۔ جس کے درج کرنے سے تبصرہ بلاسبب طویل ہوجاتا۔

زمانہ قدر کر، ہاں قدر کر، ہم کج کلاہوں کی
کہ پیدا اس نمونے کے جواں ہر دم نہیں ہوں گے

# جنوری ۲۰۱۸ء میں

# اسلامک انفارمیشن سینٹر

## کی جانب سے منعقد کیے گئے پروگرامز کی ایک جھلک

ماہانہ دعوتی و اصلاحی اجتماع

فتنہ انکار حدیث

FITNA
INKAAR E HADEES
Shaikh Kifayatullah Sanabili

FOR ANY INFORMATION ON ISLAM
26500400/64269999
80 80 8018 82

JANNAT KE MAHALLAT KIS KE LIYE ?

SHOHAR-BIWI KE HUQOOQ

WEEKLY DARS
7
SEERAT-E-SAAD BIN WAQQAAS

WEEKLY DARS
6
SEERAT-E-ZUBAIR BIN AWWAAM

ZULM KA ANJAAM

KHAWATEEN AE NISAAB ZIMMEDAAR KAUN ?

WEEKLY DARS
8
SEERAT-E-UBAIDAH BIN JARRAAH

WEEKLY DARS
9
10

IIC MUMBAI'S MOBILE APP - SEARCH AND DOWNLOAD

امام مہدی کے نام پر
فتنہ اور اسکی حقیقت
شیخ حمید اللہ سلفی حفظہ اللہ

IMAAM MAHDI
KE NAAM PAR
FITNA AUR USKI HAQEEQAT
SHAIKH HAMEEDULLAH SALAFI

21.01.2018
SUNDAY
AFTER MAGRIB

GALA NO.4, SWASTIK CHAMBERS,
BELOW KURLA NURSING HOME,
OPP. NOORJHAN-1, PIPE ROAD,
KURLA (WEST), MUMBAI - 400070

Islamic Information Centre
26500400/64269999
80 80 8018 82

Total Pages 52
DATE OF PUBLICATION: 1ST OF EVERY MONTH
RNI NO. : MAHURD/2011/49422/ POSTAL REGISTRATION NO. :MCE/281/2016-2018
POSTED ON 4TH AND 5TH OF EVERY PREVIOUS MONTH



If Undelivered Please Return To
Ahl us Sunnah

To,

Book Post

Islamic Information Centre
Gala No.6, Swastik Chamber, Below Kurla Nursing Home,
opp. Noorjhan-1, Pipe Road, Kurla (West), Mumbai - 400070.
Ph. 26 500 400 / 64269999